عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY — KHATM-E-NUBUWWAT — KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۵ | ۷ تا ۱۴/ شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا ۸/ ستمبر ۲۰۰۶ء | شمارہ: ۳۳

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ

یہودی مفادات کی نگرانی قادیانیوں کا بنیادی ٹاسک ہے

برمنگھم کانفرنس کی رپورٹ

حجیت حدیث

قادیانی کردار کی ایک جھلک

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

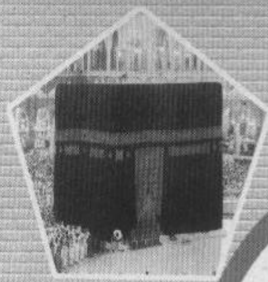

شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

قرآن کریم مسجد سے گھر لے جانا:

س:...... ہماری مسجد میں ۷۰۰ قرآن ہیں، پڑھنے والے یومیہ صرف تیرہ آدمی ہوتے ہیں۔ رمضان میں لوگ نئے قرآن لاکر رکھ دیتے ہیں، الماری میں جگہ نہیں ہوتی، لہٰذا پچھلے سال کے قرآن بوری میں ڈال دیتے ہیں تاکہ سمندر میں ڈال دیا جائے، ہر مسجد میں کم وبیش یہی حال ہے۔ قرآن ضرورت سے زائد ہیں۔ ان کو بوری میں ڈالنے کے بجائے اگر لوگوں کے گھروں میں تقسیم کردیئے جائیں تو لوگ منع کرتے ہیں کہ مسجد کا مال آپ گھروں میں کیوں تقسیم کرتے ہیں؟ سوال یہ ہے کہ کیا ہم مسجد سے قرآن اٹھاکر لوگوں میں تقسیم کرسکتے ہیں تاکہ بوری میں ڈالنے اور ضائع ہوجانے سے بچ جائیں؟ جب کہ یہ قرآن مکمل محفوظ ہوتے ہیں؟

ج:...... جو قرآن مجید مسجد کی ضرورت سے زائد ہیں، باہر چھوٹے دیہات میں بھجوادیئے جائیں جہاں قرآن مجید کی کمی ہوتی ہے۔

جھوٹا حلف نامہ داخل کرنے کا کفارہ:

س:...... ایک مدت سے ذہنی کشمکش میں گرفتار ہوں، آپ سے رہنمائی کا طالب ہوں، قرآن وحدیث کی روشنی میں مجھے میرے مسئلے کا حل بتائیں۔ میرا شمار ماہر ڈاکٹروں میں ہوتا ہے، کچھ عرصے پہلے تک میں دین سے نابلد تھا، تین سال قبل میں ایف آر سی ایس کرنے لندن گیا، وہاں انڈیا سے آئی ہوئی تبلیغی جماعت سے سامنا ہوگیا، اس کے بعد سے میری دنیا بدل گئی۔ حرام، حلال کا ادراک ہوا، آپ کا کالم بڑی باقاعدگی سے پڑھتا ہوں، پچھلے دنوں حرام کی کمائی کے متعلق آپ کا جواب پڑھا کہ کس طرح گھرانے کا سربراہ اپنے پورے گھر کو حرام کی کمائی کھلا رہا ہے اور آپ نے جس طرح دور اندیشی سے اس کی بیوی کو حل بتایا کہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر چلاؤ۔ میں اسی دن سے سخت مضطرب ہوں، میری کہانی یہ ہے کہ بظاہر اچھے نمبر ہونے کے باوجود جب کراچی میں میڈیکل میں داخلہ نہیں ملا تو میں نے جعلی ڈومیسائل بناکر پنجاب میں ڈاکٹری میں داخلہ لے لیا اور وہاں ہی سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ اب ذہن میں یہ کشمکش ہے کہ چونکہ میں نے ڈومیسائل بنواتے وقت حلف نامہ داخل کیا کہ میں لاہور میں پیدا ہوا ہوں، جو کہ جھوٹا حلف نامہ تھا۔ اس کے بعد مستقل رہائش یعنی پی آر سی بھی میں نے داخل کیا، اس کے لئے بھی جھوٹا حلف نامہ داخل کیا، تیسری غلطی یہ کی کہ جب ڈاکٹری کا فارم بھرا تو اس میں بھی جھوٹے حلف نامے داخل کئے، لاہور کے جھوٹے ایڈریس لکھے، اب آپ مجھے قرآن وحدیث کی روشنی میں آگاہ فرمائیں کہ ڈگری حاصل کرنے کے لئے میں نے حلال اور حرام میں تمیز نہیں کی، جھوٹے حلف نامے داخل کئے، جھوٹ پر مبنی سرٹیفکیٹ (ڈومیسائل اور پی آر سی) جمع کرائے، اگر میں یہ سب کچھ نہ جمع کراتا تو آج ڈاکٹر نہ ہوتا، نہ ہی داخلہ ملتا، اب یہ سب کچھ کرنے کے بعد جو مجھے ڈگری عطا ہوئی ہے، اس کی کیا حیثیت ہے؟ آیا حرام کمائی میں شمار ہوگا یا حلال کمائی کہلائے گی؟ آپ مجھے آگاہ کریں کہ آیا میری کمائی جو ڈاکٹری کے پیشے سے ہوئی ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟ اگر حلال نہیں تو میں کچھ اور کام کرکے اپنے اہل وعیال کو حلال کمائی کھلاسکوں۔

ج:...... آپ نے جھوٹے حلف نامے داخل کئے، ان کا آپ پر وبال ہوا، جن سے توبہ لازم ہے، جھوٹی قسم کھانا شدید ترین گناہ ہے، اس کے لئے آپ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر توبہ کریں۔ جہاں تک آپ کی ڈاکٹری کا تعلق ہے، اگر آپ نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا ہے اور اس میں کوئی گھپلا نہیں کیا اور آپ میں صحیح طور پر ڈاکٹر کی استعداد موجود ہے تو آپ کا یہ ڈاکٹری کا پیشہ جائز ہے۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۲۵ شمارہ:۳۳ ۷ تا۱۴/شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا۸/ستمبر ۲۰۰۶ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خان

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- علامہ احمد میاں حمادی
- صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
- صاحبزادہ طارق محمود
- مولانا بشیر احمد
- مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
- مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

	اداریہ	4
عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ	مولانا منظور احمد الحسینیؒ	5
حجیتِ حدیث	حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ	10
ساعتے با اولیاءً	ادارہ	15
قادیانی کردار کی ایک جھلک	خالد چوہدری	16
یہودی مفادات کی نگرانی	ادارہ	18
اسلام پر تنگ نظری کا الزام	مولانا عبدالرحمن نگرامی	24

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرونِ ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور
اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

پاسپورٹ‘ شناختی کارڈ اور اوریجن کارڈ فارموں سے ختم نبوت کے حلف نامہ کا اخراج

مغربی ممالک کی شہ اور قادیانیوں کے ایما پر حکومت نے ماضی میں ووٹر لسٹ فارم سے عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ اور بعد ازاں مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ خارج کر دیا۔ مسلمانوں نے اس کے خلاف زبردست تحریک چلائی تو حکومت کو جان چھڑاتے ہی بن پڑی اور بادل نخواستہ حکومت نے ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ اور مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کرنے کا اعلان کیا۔ بعض اخباری اطلاعات سے اب یہ تاثر سامنے آ رہا ہے کہ نادرا اور بیرون ملک پاکستانی سفارت خانوں نے پاسپورٹ فارم‘ اوورسیز پاکستانیز کے شناختی کارڈ فارم اور پاکستان اوریجن کارڈ فارم میں سے عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار پر مشتمل حلف نامے کو دوبارہ خارج کر دیا ہے۔ اس خبر کی اشاعت نے مسلمانوں کو ایک مرتبہ پھر تشویش میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے اس کی وضاحت وتحقیقات کے مطالبہ پر مشتمل درج ذیل پریس ریلیز اخبارات کو جاری کیا گیا:

”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا محمد اکرم طوفانی‘ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی‘ مولانا قاضی احسان احمد‘ محمد انور اور دیگر نے وزارت داخلہ حکومت پاکستان کے محکمہ نادرا کی جانب سے بیرون ملک رہائش پذیر پاکستانیوں کے پاکستان اوریجن کارڈ (P.O.C.) اور شناختی کارڈ برائے اوورسیز پاکستانیز (N.I.C.O.P.) کے درخواست فارموں اور اسی طرح ماسکو اور برسلز کے پاکستانی سفارت خانوں کی جانب سے جاری کردہ پاکستانی پاسپورٹ فارم سے حضور ﷺ کو آخری نبی ماننے کے اقرار پر مشتمل حلف نامے کے اخراج کی اطلاعات پر شدید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلہ میں نادرا اور ماسکو اور برسلز کے پاکستانی سفارت خانوں سے وضاحت طلب کرے۔ انہوں نے کہا کہ ماضی میں بھی اس قسم کی کوششیں ہوئیں جن کی وجہ سے پہلے ووٹر لسٹ فارم سے عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ اور پھر مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ سے مذہب کا خانہ خارج کر دیا گیا‘ لیکن بعد ازاں مسلمانانِ پاکستان کے شدید احتجاج اور پورے ملک میں تحریک چلنے کے بعد حکومت نے ووٹر لسٹ فارم میں عقیدۂ ختم نبوت کا حلف نامہ اور مشین ریڈ ایبل پاسپورٹ میں مذہب کا خانہ بحال کر دیا۔ ہم یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر پاکستان اوریجن کارڈ (P.O.C.) اور شناختی کارڈ برائے اوورسیز پاکستانیز (N.I.C.O.P.) کے درخواست فارموں اور ماسکو اور برسلز کے پاکستانی سفارت خانوں کی جانب سے جاری کردہ پاکستانی پاسپورٹ فارم سے عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار پر مشتمل حلف نامہ خارج کیا گیا ہے تو حکومت اسے فوری طور پر بحال کرے اور اس نامعقول حرکت میں ملوث افراد کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کرے۔ اس کے علاوہ حکومت اس بات کا سراغ لگائے کہ وہ کون سے عناصر ہیں جو وقتاً فوقتاً مختلف فارموں سے حضور ﷺ کو آخری نبی ماننے کے اقرار پر مشتمل حلف نامے کے اخراج کی سازش کرتے رہتے ہیں۔ اگر اس سازش کے پس پردہ قادیانی ہیں جو عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے اور حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی نہیں مانتے‘ تو حکومت فوری طور پر ملکی سالمیت کو پارہ پارہ کرنے اور ملک وملت کے خلاف سازشیں کرنے کے جرم میں ان قادیانیوں کو قرار واقعی سزا دے۔“

اس موقع پر ہم جماعت کے اسی مطالبہ کو دہراتے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ قادیانیت نوازی کے لیبل کو اپنے اوپر سے اتار پھینکے اور عقیدۂ ختم نبوت کا ہر صورت میں تحفظ کرے۔ اگر نادرا یا برسلز اور بیلجیم کے پاکستانی سفارت خانوں نے پاسپورٹ‘ شناختی کارڈ یا اوریجن کارڈ فارموں سے عقیدۂ ختم نبوت کے اقرار پر مشتمل حلف نامے کو واقعی خارج کر دیا ہے تو حکومت فوری طور پر اس حلف نامے کے اخراج کے احکامات کی واپسی اور ان فارموں میں اس حلف نامے کے دوبارہ اندراج کا حکم دے۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت آئندہ کے لئے اس حلف نامے کو قانونی تحفظ بھی فراہم کرے اور آئین وقانون کے ذریعہ اس حلف نامے کے اخراج پر پابندی عائد کرے تاکہ کل کلاں کوئی اور اس کے حذف واخراج کے فیصلے جاری کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔

عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ

مولانا منظور احمد الحسینیؒ

اسلام کی بنیاد توحید، رسالت اور آخرت کے علاوہ جس بنیادی عقیدے پر ہے وہ عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلسلۂ نبوت و رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کو اس منصب پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

یہ عقیدہ اسلام کی جان ہے، ساری شریعت اور سارے دین کا مدار اسی عقیدے پر ہے۔ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں احادیث اس عقیدہ پر گواہ ہیں۔ تمام صحابہ کرامؓ تابعین عظامؒ تبع تابعینؒ ائمہ مجتہدینؒ اور چودہ صدیوں کے مفسرینؒ، محدثینؒ فقہاءؒ متکلمینؒ علماءؒ اور صوفیاؒ کا اس پر اجماع ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں۔''

(الاحزاب)

تمام مفسرینؒ کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں ''خاتم النبیین'' کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''آخری نبی'' ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

عقیدۂ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔ اس سلسلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں:

☆...... ''میں آیا، پس میں نے نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا۔''

(بخاری، مسلم، ترمذی)

☆...... ''مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔'' (مسلم)

☆...... ''رسالت و نبوت ختم ہوچکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔'' (ترمذی، مسند احمد)

☆...... ''میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔'' (ابن ماجہ)

☆...... ''میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔''

(کنزالعمال)

ان ارشادات نبویؐ میں اس امر کی تصریح فرمائی گئی ہے کہ آپؐ آخری نبی و رسول ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اس عہدے پر فائز نہیں کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے، ان میں سے ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دی اور گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تصدیق کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گزشتہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تصدیق کی مگر کسی نئے آنے والے نبی کی بشارت نہیں دی بلکہ فرمایا کہ:

''میں آخری نبی ہوں۔''

''میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

☆...... ''قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تیس کے لگ بھگ دجال اور کذاب پیدا نہ ہوں، جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔'' (بخاری و مسلم)

☆...... ''قریب ہے کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (ابوداؤد، ترمذی)

ان دو ارشادات میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مدعیانِ نبوت کے لئے

’’دجال وکذاب‘‘ کا لفظ استعمال فرمایا‘ جس کا معنی یہ ہے کہ وہ لوگ زبردست دھوکے باز اور بہت زیادہ جھوٹ بولنے والے ہوں گے‘ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرکے مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب میں پھنسائیں گے‘ لہٰذا امت کو خبردار کردیا گیا کہ وہ ایسے عیار و مکار مدعیان نبوت اور ان کے ماننے والوں سے دور رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق چودہ سو سالہ دور میں بہت سے کذاب و دجال مدعیانِ نبوت کھڑے ہوئے جن کا حشر اسلام کی تاریخ سے واقفیت رکھنے والے خوب جانتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دور میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا۔ اسود عنسی نے کافی قوت پکڑ لی اور اس کا فتنہ یمن میں پھیل گیا۔ خاتم الانبیاءؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو (جو یمن میں رہتے تھے) ایک خط ارسال فرمایا کہ اس فتنہ کا مقابلہ کرو اور اسود عنسی کا خاتمہ کردو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال سے کچھ ہی عرصہ پہلے حضرت فیروز دیلمیؓ نے موقع پاکر اسود عنسی کو تہہ تیغ کرکے اس کے فتنے کو ختم کردیا۔ جس رات اسود عنسی مارا گیا‘ اس کے اگلے روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ان الفاظ میں یہ خوشخبری سنائی:

’’گزشتہ رات اسود عنسی قتل کردیا گیا‘ اس کو مبارک گھر والوں میں سے ایک مبارک شخص نے قتل کردیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یارسول اللہ! یہ کام کس نے انجام دیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فیروز نے۔ فیروز کامیاب ہوگیا۔‘‘

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد مسیلمہ کذاب کا فتنہ بھی زور پکڑ چکا تھا‘ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔

یمامہ کے میدان میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور مسیلمہ کذاب کے لشکر کے درمیان ایک خوفناک اور خونریز جنگ ہوئی‘ جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مسیلمہ کذاب کو اس کے اٹھائیس ہزار ماننے والوں سمیت تہہ تیغ کیا‘ جبکہ صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد بھی مرتدین کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئی۔

مورخین نے لکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دس سالہ مدنی دور میں جتنے جہاد ہوئے ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کل تعداد ۲۵۹ ہے جبکہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں مرتدین کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی کل تعداد ۱۲۰۰ ہے‘ جن میں سے ۷۰ بدری صحابہ کے علاوہ ۷۰۰ ایسے صحابہ تھے جو قرآن کے قاری اور حفاظ تھے‘ جن میں مسجد قبا کے امام اور چار بڑے قاریوں میں سے ایک حضرت سالم مولیٰ حذیفہ رضی اللہ عنہ‘ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت زیدؓ بن خطاب‘ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس انصاری‘ مشہور صحابہ حضرت طفیل بن عمرو دوسی اور حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔

اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم‘ اسوۂ صدیقی رضی اللہ عنہ اور اسوۂ صحابہ رضی اللہ عنہم ہمارے سامنے ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ سے صلح حدیبیہ نامی معاہدہ کیا۔ مدینہ منورہ ہجرت فرمانے کے بعد یہودیوں سے یثاق مدینہ ہوا۔ عیسائیوں کا مشہور وفد ’’وفد نجران‘‘ مسجد نبوی میں آکر ٹھہرا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی سے اور حضرت صدیق اکبرؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے مسیلمہ کذاب سے کوئی صلح نہیں کی‘ ان سے کسی قسم کی نرمی نہیں برتی اور نہ ہی کوئی وفد انہیں سمجھانے یا تبلیغ کرنے کے لئے بھیجا۔

اسی پر بس نہیں بلکہ مسیلمہ کذاب کے بعد جس بدبخت نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اس کا بھی یہی حشر ہوا۔ مشہور عالم و محقق قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ’’الشفاء‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’خلیفہ عبدالملک بن مردان نے مدعی نبوت حارث کو قتل کرکے سولی پر لٹکایا تھا اور بے شمار خلفاء و سلاطین نے اس قماش کے لوگوں کے ساتھ یہی سلوک کیا اور اس دور کے تمام علماء نے بالاجماع ان کے اس فعل کو صحیح اور درست قرار دیا اور جو شخص مدعی نبوت کے کفر میں اس اجماع کا مخالف ہو وہ خود کافر ہے۔‘‘

(الشفاء صفحہ ۲۵۷ جلد ۲)

انیسویں صدی کے اوائل میں استعمار‘ اسلامی ممالک کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔ اس نے اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے اپنی سرپرستی میں بہت سی باطل تحریکوں کی بنیاد رکھی جن میں سے ایک تحریک ’’قادیانیت‘‘ ہے جس کا بانی مرزا غلام

احمد قادیانی ہے۔ مرزا غلام احمد نے اسلام کا صحیح راستہ چھوڑ کر ارتداد کا راستہ اختیار کیا اور نہ صرف نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ حق تعالیٰ شانہ کی شان میں ہرزہ سرائی کی' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی' اپنے آپ کو بعینہٖ ''محمد رسول اللہ'' کہا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان' نام و منصب اور مرتبہ سب پر غاصبانہ قبضہ کرلیا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام کی توہین وتحقیر کی' وحی نبوت کا دعویٰ کیا' قرآن کریم کو منسوخ قرار دیا' اپنی جعلی وحی کا نام قرآنی نام پر ''تذکرہ'' رکھا' اپنی خود ساختہ وحی کو قرآن کی طرح ہر خطا سے پاک سمجھا' قرآن پاک میں لفظی اور معنوی تحریفات کیں اور اسلام کو نعوذ باللہ مردہ اور لعنتی دین قرار دیا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بازاری زبان استعمال کی اور ان پر طعن وتشنیع کے نشتر چلائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ماننے والے مرتدوں کی جماعت کو ''صحابہ رسول'' کے نام سے پکارا' اپنی بیوی کو ''ام المومنین'' کے نام سے تعبیر کیا' اپنے گھر والوں کو ''اہل بیت'' کا نام دیا' اصحاب الصفہ کے مقابلہ میں ''اصحاب الصفہ''، رسول مدنی کے مقابلے میں ''رسول قدنی''، گنبد خضراء کے مقابلے میں ''گنبد بیضاء''، روضہ اطہر کے مقابلے میں ''روضہ مطہر''، تین سو تیرہ بدری صحابہ کے مقابلے میں اپنے تین سو تیرہ چیلوں کی فہرست تیار کی' جہاد کو حرام اور استعمار کی اطاعت کو فرض قرار دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ''جنم بھومی'' قادیان کو مکہ اور مدینہ سے افضل اور قادیان آنے کو ''ظلی حج'' قرار دیا' جنت البقیع کے مقابلے میں ''بہشتی مقبرہ'' تیار کرایا' احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بگاڑا' اقوال صحابہؓ و بزرگانؒ کو مسخ کیا' اولیائے امت اور علمائے کرام کو مغلظات سنائیں' جو لوگ مرزا قادیانی کو نہ مانیں انہیں کافر' جہنمی' عیسائی' یہودی اور مشرک قرار دیا' مسلمانوں کو جنگلوں کے سؤر اور طوائفوں کی اولاد کہا' تمام مسلمانوں سے معاشرتی مقاطعہ کا اعلان کیا' شادی بیاہ سے لے کر جنازہ' کفن' دفن اور تمام معاملات میں بائیکاٹ کی تعلیم دی۔ اس سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

۱:......''آ وابن خدا تیرے اندر اتر آیا۔'' (تذکرہ)

۲:......''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء)

۳:......''ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو' اس سے بہتر غلام احمد ہے۔'' (دافع البلاء)

۴:......''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو' اب نئی خلافت لو' ایک زندہ علی تم میں موجود ہے' اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص:۱۲۲)

۵:......''کربلا ایست سیر ہر آنم
صد حسین است درگریبانم۔''
(نزول المسیح ص:۹۹)

ترجمہ:......''ہر وقت میں کربلا کی سیر کرتا ہوں اور سو حسین میرے گریبان میں ہیں۔''

۶:......''مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا' ایک کھاؤ پیو' نہ زاہد' نہ عابد' نہ حق کا پرستار' متکبر' خود بین' خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔''

(مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۲۱ تا ۲۴)

مرزا غلام احمد قادیانی کا آخری عقیدہ جس پر اس کا خاتمہ ہوا' یہی تھا کہ وہ ''نبی'' ہے۔ چنانچہ اس نے اپنے آخری خط میں جو ٹھیک اس کے انتقال کے دن شائع ہوا' واضح الفاظ میں لکھا:

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا' اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کرسکتا ہوں' میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں۔''

(اخبار عام ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء مجموعہ اشتہارات جلد سوم مباحثہ راولپنڈی صفحہ ۱۳۶)

یہ خط ۲۳/ مئی ۱۹۰۸ء کو لکھا گیا اور ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو اخبار عام لاہور میں شائع ہوا' اور ٹھیک اسی دن مرزا غلام احمد قادیانی کا انتقال ہوا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک سو سال پہلے ۱۸۸۹ء میں اپنی جماعت کی بنیاد رکھی۔ ۱۹۰۸ء میں جب اس کا انتقال ہوا تو اس کی جماعت میں کوئی اختلاف نہ تھا' دونوں گروپوں کے لوگ مرزا غلام احمد کو نبی' رسول' مسیح موعود' مہدی معہود اور نجات دہندہ مانتے تھے۔

مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد اس جماعت کا پہلا سربراہ حکیم نورالدین بنا' جس کا انتقال ۱۹۱۴ء میں ہوا۔ اس وقت تک بھی

قادیانیوں کی ''جماعتِ قادیان'' اور ''جماعتِ لاہور'' کوئی الگ الگ جماعتیں نہ تھیں۔ اس چھ سالہ عرصے میں بھی محمد علی لاہوری' خواجہ کمال الدین' صدر الدین اور لاہوری پارٹی کے تمام افراد مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول کہتے اور مانتے رہے۔

۱۹۱۳ء میں محمد علی لاہوری اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے اخبار ''پیغامِ صلح'' میں حلفیہ بیان شائع ہوا' جس میں انہوں نے لکھا:

''ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو اس زمانہ کا نبی' رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں۔'' (پیغامِ صلح ۱۶/اکتوبر ۱۹۱۳ء)

حکیم نورالدین کے مرنے کے بعد اقتدار و اختیارات کے حصول کا جھگڑا ہوا کہ اب سربراہ کون بنے گا؟ محمد علی لاہوری نے مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور اسے سربراہ ماننے سے انکار کر دیا اور قادیان چھوڑ کر لاہور چلے آئے۔ لاہور آ کر لاہوری گروپ نے عام مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے مرزا غلام احمد کو مجدد اور مسیح موعود کہنے کا ڈھونگ رچایا۔ مگر جس شخص نے خود اپنی زندگی میں نبوت ملنے اور وحی آنے کا دعویٰ کیا ہو' ایسے شخص کو مجدد تو کیا؟ ایک عام مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے' وہ تو صرف کافر و دجال اور کذاب ہی ہو سکتا ہے اور اس کے تمام پیروکار' چاہے وہ اپنا کوئی سا نام رکھیں' اسی زمرۂ کفار میں شامل ہوں گے۔

یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ جب بھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا تو لامحالہ فوراً کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ اس کے ماننے والے ایک امت اور نہ ماننے والے دوسری امت قرار پائیں گے اور یہ اختلاف فروعی اختلاف نہیں ہوگا بلکہ بنیادی اور اصولی ہوگا۔ جب مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں دعویٰ نبوت و رسالت سے بھری پڑی ہیں اور نام نہاد خود ساختہ الہامات سے پُر ہیں جن کو وہ ''وحی'' کہتا ہے تو اب سوال یہ نہیں کہ قادیانیوں کے دونوں گروپ جو اپنے آپ کو لاہوری یا احمدی قرار دیتے ہیں' مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا مانتے ہیں یا کیا سمجھتے ہیں؟ بلکہ ہمیشہ یہی دیکھا جاتا ہے کہ مدعی اپنے بارے میں خود کیا کہتا ہے؟ کیونکہ مدعی کا قول سب سے مضبوط دلیل ہوتی ہے۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

مثلاً: اگر ایک شخص ڈاکٹر ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں ڈاکٹر ہوں اور فلاں میڈیکل کالج سے میں نے ایم بی بی ایس کیا ہے۔ دوسرا شخص اس سے کہے کہ آپ ڈاکٹر نہیں ہیں بلکہ انجینئر ہیں تو ظاہر ہے کہ بات مدعی کی مانی جائے گی اور اس کو ڈاکٹر ہی سمجھا جائے گا۔

جب مرزا غلام احمد کا جھوٹا مدعی نبوت ہونا ثابت ہو چکا ہے تو اسے مجدد' مصلح' عالم یا عام مسلمان ماننا کھلا ہوا کفر اور زندقہ ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص ابوجہل کے بارے میں کہے کہ وہ مسلمان تھا۔ (نعوذ باللہ)۔

پوری دنیا کے علماء اور مسلمانوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے دونوں گروپ جو اپنے آپ کو ''احمدی'' کہتے ہیں (احمدی لاہوری اور احمدی قادیانی گروپ) کافر' زندیق' مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ وہ ہرگز ہرگز اسلامی برادری کے فرد نہیں بلکہ ہمارے نزدیک لاہوری گروپ قادیانی گروپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ ''مجدد' مجدد'' کا ڈھونگ رچا کر عام مسلمانوں کے لئے زیادہ دھوکے کا باعث بن رہا ہے۔

۱۹۷۴ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کے ان دونوں گروہوں کے سربراہوں مرزا ناصر احمد اور صدر الدین لاہوری کو اسمبلی میں بلایا۔ ان دونوں نے وہاں اپنے دلائل دیئے۔ علمائے اسلام کی طرف سے جوابِ دعویٰ داخل کیا گیا۔ پھر قادیانی گروپ کے سربراہ مرزا ناصر احمد پر گیارہ دن اور لاہوری گروپ کے سربراہ صدر الدین پر دو دن تک جرح ہوتی رہی مگر وہ دونوں مسلمانوں کی کسی دلیل کا جواب نہ دے سکے۔ لہٰذا ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کو علم و دلائل کی روشنی میں قادیانیوں کے ان دونوں گروہوں کو بالاتفاق غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

ایک اہم مسئلہ جس کی جانب میں آپ حضرات کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں' وہ ان دونوں گروہوں کے ساتھ معاشرتی و مذہبی میل جول ہے' جو شریعت اسلامیہ کے اعتبار سے قطعاً ناجائز ہے۔ میں اس سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد دلیل کے طور پر پیش کروں گا جو اپریل ۱۹۷۴ء کے ایک بڑے اجتماع میں مکہ مکرمہ میں منظور ہوئی جس میں اسلامی ممالک اور ۱۴۴ مسلم آبادیوں کی تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ اس قرارداد کی تیسری شق یہ ہے:

''مرزائیوں (دونوں گروپ) سے مکمل عدم تعاون' اقتصادی' معاشرتی اور ثقافتی ہر میدان میں مکمل بائیکاٹ کیا

جائے اور ان کے کفر کے پیش نظر ان سے شادی بیاہ کرنے سے اجتناب کیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا جائے۔''

اس شق کے پیش نظر دنیا کے وہ تمام مسلمان جو قادیانیوں کے ان دونوں گروہوں کی ضرر رسانی اور ان کے کفر و زندقہ کا بخوبی علم رکھتے ہیں اور وہ اس بات کو بھی جانتے ہیں کہ ان دونوں گروہوں کی آمدنی کا ایک کثیر حصہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف خرچ ہوتا ہے' انہوں نے ان دونوں گروہوں کا سوشل بائیکاٹ کر رکھا ہے کیونکہ ان کے ذہن میں ہے کہ ان کے ساتھ ادنیٰ سا تعلق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب کو دعوت دینے کے مترادف ہے اور جو لوگ یہ نہیں جانتے' انہیں خبردار کیا جارہا ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان جہاں کہیں بھی رہتے ہوں' ان دونوں گروہوں سے مکمل بائیکاٹ کریں' ان کے ساتھ میل جول' اٹھنا' بیٹھنا' خرید و فروخت' ان کی دعوت میں شریک ہونا یا ان کو دعوت پر مدعو کرنا بند کردیں۔ اگر وہ مر جائیں تو ان کے کفن دفن اور جنازے میں شریک نہ ہوں اور ان کے مردوں کو اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیں۔

جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں کہ اسلام، عیسائی، یہودی اور دیگر غیر مسلموں کو برداشت کرتا ہے، سوائے موالات (قلبی دوستی) کے' مواسات (ہمدردی' نفع رسانی)' مدارات (ظاہری خوش اخلاقی)' سماجی تعلقات اور معاملات کی اجازت دیتا ہے۔ عیسائی کافر ہیں مگر ان کا نبی سچا تھا۔ یہودی خود غلط ہیں مگر جن کو وہ نبی مانتے ہیں وہ صادق تھے۔ سچے نبی کے جھوٹے پیروکاروں سے تعلقات ہوسکتے ہیں مگر کذاب و دجال کے پیروکاروں' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں اور کفر کو اسلام کا لبادہ پہنا کر دھوکا دینے والوں سے تعلقات نہیں رکھے جاسکتے۔

اسلامی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمانوں سے محبت کی جائے اور گستاخانِ رسولؐ اور گستاخانِ اسلام سے نفرت کی جائے۔

ہم مانتے ہیں کہ مغربی ممالک میں ایسا نہیں ہوتا مگر مسلمان جہاں بھی ہے' وہ پہلے مسلمان ہے بعد میں کچھ اور۔ اگرچہ شریعت کے اصل حکم کو ہم یہاں جاری نہیں کرسکتے مگر کم از کم جس عمل کو ہم اپنا سکتے ہیں وہ تو اپنائیں اور وہ یہ ہے کہ ہم مرزائیوں کے دونوں گروپوں خواہ وہ لاہوری ہوں یا قادیانی' ان سے مذہبی' سماجی اور معاشرتی کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں۔ ہم نے اپنا فرض سمجھتے ہوئے آپ پر اس بات کو کھول دیا ہے اور اس سلسلے میں ملی رہنمائی کا فریضہ مکمل طور پر ادا کردیا ہے۔ اب آپ اپنی ذمہ داری نبھائیں۔

آخری گزارش یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی مرزائی کو ہدایت دیدیں اور وہ مسلمان ہونا چاہے تو اس کے مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی سے اپنی علیحدگی اور برأت کا کھلم کھلا اظہار کرے۔ عام مجمع میں ثقہ گواہوں کے سامنے حلفیہ اقرار نامہ لکھے اور منہ سے کہتا جائے کہ میں فلاں بن فلاں سکنہ فلاں، مرزا غلام احمد قادیانی کو دجال' کذاب' کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور اس کو نبی' رسول' مسیح موعود' مہدی معہود' مجدد' مصلح' عالم یا مسلمان نہیں مانتا اور اسی طرح اس کے ماننے والے گروہوں کو خواہ وہ مرزائی قادیانی ہوں یا مرزائی لاہوری (جو اپنے آپ کو احمدی قادیانی اور احمدی لاہوری کہتے ہیں) انہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ آج سے میرا تعلق ان سے ختم ہے اور آئندہ میں ان سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھوں گا۔ میرا مرزائی لاہوری یا قادیانی گروہ (جو اپنے کو احمدی قادیانی' احمدی لاہوری کہتے ہیں) سے جو تعلق تھا' اس پر میں سب لوگوں اور ان گواہوں کے سامنے توبہ کرتا ہوں اور اپنے اسلام لانے کا اعلان کرتا ہوں۔ یہ اسلام نامہ و توبہ نامہ ہر بالغ مرد و عورت کے لئے ضروری ہے۔ ہم نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے تعلق سے چند چیزوں پر روشنی ڈالی ہے:

☆...... قادیانی اور لاہوری' دونوں گروپوں کو کافر سمجھا جائے۔

☆...... ان سے دنیا بھر میں مذہبی معاشرتی مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

☆...... اگر ان میں سے کوئی مسلمان ہونا چاہتا ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں سے اپنی علیحدگی اور برأت کا اظہار کرے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس ذمہ داری سے ضرور عہدہ برآ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆............☆☆

حجیت حدیث

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن ؒ

انسان اس عالم رنگ و بو میں جب آنکھیں کھولتا ہے‘ اسی وقت سے اس کا سفرِ زندگی شروع ہوجاتا ہے اور یہ سفر مسلسل جاری رہتا ہے‘ دنیا میں کتنے ہی حوادث واقع ہوں‘ کتنے ہی طوفان آئیں‘ لیکن اس کا یہ سفر جاری رہتا ہے‘ بچپن‘ لڑکپن‘ نوجوانی‘ جوانی اور بڑھاپے کی مختلف منزلیں آتی ہیں‘ لیکن وہ کسی منزل پر نہیں ٹھہرتا اور ان منازل کو طے کرتا ہوا اپنا سفر جاری رکھتا ہے‘ یہاں تک کہ موت کا پنجہ اس کے اس سفر کے تسلسل کو توڑ دیتا ہے۔

انسان اپنے سفر کے دوران اس دنیا کی بوقلمونی اور اس کی رنگا رنگی کو دیکھتا ہے اور اس نظام کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے تو اس کے سامنے چند بنیادی سوالات ابھر کر سامنے آجاتے ہیں:

۱:...... اس دنیا کا آغاز وانجام کیا ہے؟

۲:...... یہ نظام کائنات جو ایک مربوط اور منظم طریقے سے روز ازل سے جاری ہے‘ اس نظام کو قائم و باقی رکھنے والی ذات کون سی ہے؟ اور اس کا انسانوں کے ساتھ اور انسان کا اس کے ساتھ کیا تعلق ہے؟

۳:...... اس ہمہ گیر اور محکم قانون نظام کائنات کا مقصد کیا ہے؟ اس دنیا میں انسان کی آمد کس مقصد کے تحت ہوئی ہے؟

۴:...... انسان خود مختار ہے یا کسی طاقت کے ماتحت؟

۵:...... اس کا منصب اور ذمہ داری کیا ہے؟

۶:...... اس دنیا کا سفر طے کرنے کے بعد انسان فنا ہوجاتا ہے یا کسی اور عالم میں باقی رہتا ہے؟

۷:...... اگر باقی رہتا ہے تو اس دنیا کی زندگی کے اس زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

یہ وہ سوالات ہیں جو ہر ایک کو پیش آتے ہیں اور ان سوالات کے جوابات سے کوئی بھی شخص روگردانی نہیں کرسکتا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ان سوالات کو کیسے حل کیا جائے تو اس کے لئے سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ علم حاصل کرنے کے لئے انسان کے پاس کیا اسباب ووسائل ہیں؟

غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انسان کے پاس تین اسباب ہیں اور تین قوتیں ہیں جن کو بروئے کار لاکر وہ علم حاصل کرتا ہے اور اپنی معلومات کے خزانہ میں اضافہ کرتا ہے:

۱:...... حواس۔

۲:...... عقل۔

۳:...... تجربہ و مشاہدہ۔

حواس کے ذریعے انسان بہت سی معلومات حاصل کرتا ہے جیسے قوت باصرہ (دیکھنے کی قوت) کے ذریعہ وہ بہت سی معلومات حاصل کرتا ہے‘ مثلاً: ایک چیز کو دیکھ کر اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ چیز سفید ہے یا سرخ؟ چھوٹی ہے یا بڑی؟ اس کی شکل وصورت کیسی ہے؟

بہت سی معلومات وہ سننے کے ذریعے حاصل کرتا ہے‘ بہت سی باتیں سونگھنے کے ذریعے‘ بہت سی باتیں چکھنے سے اور چھوکر معلوم کرتا ہے۔ یہ سب انسان کے حواس ہیں اور یہ بہت بڑا ذریعہ ہے معلومات حاصل کرنے کا۔

لیکن حواس سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں‘ ان کا دائرہ بہت محدود ہے‘ کیونکہ حواس سے صرف انہی چیزوں کا علم ہوسکتا ہے جو محسوسات ہیں‘ معقولات کا حواس کے ذریعے سے بالکل علم نہیں ہوسکتا۔

ہم کہاں سے آئے؟ ہمارا مقصد زندگی کیا ہے؟ اس کے بعد کوئی اور زندگی ہے یا نہیں؟ اور اس زندگی پر دنیا کی زندگی کا کیا اثر پڑے گا؟ ان بنیادی سوالات کا جواب حواس خمسہ میں سے کوئی نہیں دے سکتا۔

اور صرف یہی نہیں کہ حواس کا دائرہ محسوسات تک محدود ہے بلکہ محسوسات کے علم میں بھی اکثر وبیشتر حواس غلطی کرتے ہیں‘ آنکھ ایک چیز کو دیکھ کر یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ چھوٹی چیز ہے‘ حالانکہ وہ جسامت کے اعتبار سے بڑی چیز ہوتی ہے‘ اسی طرح ایک بات کو سننے میں غلطی کرتے ہیں‘ یہی حال قوت ذائقہ کا ہے کہ بعض اوقات ایک میٹھی چیز بھی کڑوی لگتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کڑوی چیز میٹھی لگتی

ہے' اسی لئے حواس کو علم کا ایک ناقابل اعتبار اور کمزور ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔

دوسرا ذریعہ علم کا عقل ہے' اور یہی عقل ہے جس کی وجہ سے انسان کو دوسری تمام مخلوقات پر برتری اور فضیلت حاصل ہے' یہی عقل ہے جس کی مدد سے انسان نے ترقی کے مدارج ومراتب طے کئے اور ایسی ایسی ایجادات اور ایسے ایسے انکشافات کئے' جنہوں نے ہر ایک کو حیرت میں ڈال دیا۔

لیکن کیا عقل ان بنیادی سوالات کا جواب مہیا کرسکتی ہے؟ تو اس سلسلہ میں ہم دیکھتے ہیں کہ عقل بھی انہی باتوں میں معلومات فراہم کرتی ہے جن کی بنیاد حواس کے علم پر ہو' جتنے معقولات ہیں ان کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ان معقولات کو معلوم کرنے اور حاصل کرنے کے لئے عقل کے سفر طے کرنے کا ذریعہ محسوسات ہیں اور وہی اس کی بنیاد ہیں' جس شخص کے پاس ابتدائی معلومات نہ ہوں' اس کا ذہن بالکل خالی ہو تو وہ اپنی عقل کے بل بوتے پر کچھ نہیں کرسکتا' کیونکہ یہ ایک طے شدہ بات ہے کہ جب تک مبادیات نہ ہوں' اس وقت تک آگے قدم نہیں اٹھایا جاسکتا' تو جو کمی حواس کے ذریعہ سے حاصل شدہ علم میں پائی جاتی تھی' وہ عقل سے حاصل شدہ معلومات میں بھی پائی جائے گی۔

ان سوالات پر ایک بار پھر نظر ڈالئے اور سوچئے کہ کیا عقل ان کے جوابات مہیا کرسکتی ہے؟

دنیا میں کوئی عقل ایسی نہیں جسے عقل کل کہا جاسکے' جو سب میں مشترک ہو' بلکہ ہر ایک کی عقل دوسرے سے مختلف ہے اور ہر ایک کی سوچ کا انداز جداگانہ ہے' اور پھر ان میں اختلاف رونما ہوتا ہے کہ ایک ہی مسئلہ پر ایک وقت میں عقل کچھ فیصلہ کرتی ہے اور دوسرے وقت میں اس مسئلہ میں وہی عقل کچھ اور فیصلہ کرتی ہے' تو یہی فیصلہ کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ کس کی عقل سے ان سوالات کے جوابات طلب کئے جائیں؟ اور مختلف جوابات میں سے کس کو صحیح اور کس کو غلط قرار دیا جائے؟

اس کے علاوہ یہ بھی سوچئے کہ عقل' حواس کی مدد سے اس کائنات کی چیزوں پر غور کرسکتی ہے اور اس سے نتائج حاصل کرسکتی ہے' لیکن: اس عالم سے پہلے کچھ تھا یا نہیں؟ اور انسان کا اس میں کیا مقام تھا؟ انسان موجود تھا بھی یا نہیں؟ اور اس زندگی کے بعد فنا ہے یا دوسری زندگی ہے؟ اور اگر ہے تو موجودہ زندگی کا اس پر کیا اثر پڑے گا؟ عقل ان تمام باتوں کے معلوم کرنے سے عاجز ہے' اسی طرح عقل یہ نہیں بتاسکتی کہ یہ انسان آزاد ہے یا کسی ہستی اور ذات کا پابند ہے؟ اور اگر پابند ہے تو اس ہستی کے ساتھ انسان کا کیا تعلق ہے؟ جب عقل کی درماندگی اور بے چارگی کا عالم یہ ہے تو وہ ان بنیادی سوالات کے جوابات کیونکر فراہم کرسکتی ہے؟

اور تیسرا ذریعہ علم کا تجربہ ہے' تو وہ بھی حواس اور عقل سے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں ہوتا ہے' اور پھر یہ تجربہ بھی ہمیشہ درست اور صحیح نہیں ہوتا' اس میں غلطیاں ہوتی ہیں' ٹھوکریں لگتی ہیں' تجربے بدلتے رہتے ہیں' اس لئے اس سے بھی جوابات حاصل نہیں ہوتے۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ سوالات جو فطری اور بنیادی سوالات ہیں اور انسانی علم کے ذرائع میں سے کوئی بھی ان کا جواب نہیں دیتا' تو کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو اسی طرح تشنہ چھوڑ دیا ہے؟ اور ان کے جوابات کا کوئی انتظام نہیں فرمایا؟ کہ وہ ایک کامیاب اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرسکے' تو یہ ناممکن ہے' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت اور صفت ربوبیت کے منافی ہے' اللہ تعالیٰ تو رب ہے' وہ انسان کی تربیت اور اس کی پرورش کرتا ہے' جسم کی تربیت کے لئے اس نے کائنات کا یہ نظام بنایا اور روح' جو جسم سے بدرجہا افضل اور بہتر ہے' اس کی تربیت کا بھی انتظام فرمایا اور انبیأ علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرماکر وحی کے ذریعہ اپنی ہدایات اپنے بندوں تک پہنچائیں' جن سے ان تمام سوالات کا تسلی بخش جواب ملتا ہے اور روح کو آسودگی اور اطمینان حاصل ہوتا۔

تمام حکمأ' عقلأ' فلاسفر اور دانشوروں کو چھوڑ کر ان معلومات کے سلسلہ میں صرف اور صرف انبیأ پر انحصار کیا جاتا ہے' حالانکہ انبیأ دوسرے لوگوں کی طرح انسان ہوتے ہیں اور اسی زمین پر اٹھتے بیٹھتے ہیں' انہی لوگوں میں رہتے ہیں' لیکن انبیأ سے ایسی ایسی معلومات حاصل ہوتی ہیں اور وہ ایسی باتیں بتاتے ہیں اور زندگی کے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ تیز سے تیز عقل وہاں تک نہیں پہنچ سکتی' اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیأ کا تعلق براہ راست اس ذات سے ہوتا ہے کہ جو علیم وخبیر ہے' جو ہر چیز سے واقف ہے' جس کے احاطۂ علم سے کوئی چیز باہر نہیں' جس کا علم پختہ اور یقینی ہے' جس کے علم میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں۔

خاتم الانبیأ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ایک بات کو مثال سے سمجھایا' جب آپ کو عام تبلیغ کا حکم ہوا تو آپ نے عرب کے دستور کے مطابق صفا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہوکر ایک ایک کو نام لے کر پکارا اور ان کو جمع کیا' جب سب جمع ہوگئے تو آپؐ نے ان سب کو مخاطب کرکے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ اگر میں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک بڑا لشکر چھپا ہوا ہے جو عنقریب تم پر حملہ آور ہوگا' تو کیا تم میری یہ بات مان لو گے؟ ان لوگوں نے' جو

سادہ لوح تھے' جو عقلی اور فلسفیانہ باتوں کے بجائے اپنے پاس عقل سلیم رکھتے تھے' انہوں نے دیکھا کہ ایک شخص جو سچائی اور امانت میں اپنی مثال آپ ہے اور وہ پہاڑ کی بلند چوٹی پر کھڑا ہے اور اس کے سامنے پہاڑ کا دامن بھی ہے' وہ وہاں ہونے والی ہر حرکت کو دیکھ سکتا ہے اور ہم بھی اس کی نظروں سے اوجھل نہیں' تو یقیناً یہ شخص غلط بیانی سے کام نہیں لے سکتا اور پہاڑ کے اس طرف کیا ہو رہا ہے؟ اس کا کسی کو علم نہیں' اس لئے اس کی بات رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں' سب نے بیک آواز کہا کہ کیوں نہیں' ہم آپ کی بات پر یقین کریں گے' یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا کہ سنو! میں تمہیں ایک آنے والے سخت عذاب سے ڈرا رہا ہوں اور اس طرح آپ نے اس خطرہ سے آگاہ کردیا جو ان کے طریق حیات کے نتیجہ میں پیش آنے والا تھا جس کے مطابق وہ زندگی گزار رہے تھے' تو آپ نے اس مثال سے یہ بات واضح کردی کہ نبی انسان ہونے کے باوجود نبوت کے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا ہوتا ہے جہاں سے وہ عالم دنیا کو بھی دیکھتا ہے اور عالم غیب کا بھی مشاہدہ کرتا ہے' جو دوسرے انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہوتا ہے اور وہاں سے کھڑے ہوکر وہ ان خطرات ونقصانات سے آگاہ کرتا ہے جو مستقبل میں انسانیت کو پیش آسکتے ہیں اور اپنی قوم کو محبت وشفقت اور کمالِ اخلاص کے ساتھ سمجھاتا اور ان پر شب خون مارنے والوں سے آگاہ کرتا ہے۔

یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام اور پھر حضرت نوح علیہ السلام سے چلا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا' ہر نبی نے آکر اپنی قوم کی راہنمائی فرمائی اور انہیں بتایا کہ انسان آزاد نہیں' بلکہ اس دنیا میں آنے سے پہلے اس نے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کیا تھا اور اسی عہد کو نبھانے کے لئے وہ اس دنیا میں بھیجا گیا ہے' اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے جس کا اچھا یا برا ہونا دنیا کی زندگی پر موقوف ہے' غرضیکہ انبیأ علیہم السلام نے انسان کو اس کے مقصد تخلیق سے آگاہ کیا اور اسے اس کا مقام اور رتبہ یاد دلایا۔

تاریخ گواہ ہے کہ جس نے ان نفوس قدسیہ کی اتباع کی اور ان کی بات مانی' وہ کامیاب و بامراد ہوا' اور جنہوں نے ان کی بات کو ٹھکرادیا' وہ دنیا اور آخرت دونوں جگہ ذلیل ورسوا ہوئے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کو بھی چھ سو سال ہوچکے تھے اور دنیا نے انبیأ کی تعلیمات کو یکسر فراموش کردیا تھا اور زمین کے کسی خطہ پر یہ روشن تعلیمات موجود نہیں تھیں' بڑے بڑے مذاہب کو اس قدر بگاڑ دیا گیا تھا کہ ان کی اصلی شکل باقی نہیں رہی تھی' عیسائیت اور یہودیت دونوں میں انبیأ کی تعلیمات کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کے مطابق تبدیلیاں کرلی گئی تھیں' ایران میں ایک نئے مذہب نے جنم لیا تھا جس کی اخلاقی حالت یہ تھی کہ بیوی' بہن' بیٹی سب ایک حیثیت کی مالک تھیں' اہل عرب نے اپنے گلے میں اپنے خود ساختہ بتوں کی غلامی کا طوق ڈال رکھا تھا اور اسی غلامی پر وہ نازاں تھے' ہر ملک کی معیشت تباہ تھی' بادشاہوں اور امرأ نے عیش پرستی کی نئی نئی صورتیں پیدا کر رکھی تھیں' اور اس کے انتظام اور خرچ کو پورا کرنے کے لئے عوام پر بھاری ٹیکس عائد کر رکھے تھے' ہندوؤں نے ہزاروں کی تعداد میں دیوی اور دیوتا گھڑے ہوئے تھے' غرضیکہ اس چھٹی صدی عیسوی میں ہر چیز اپنی جگہ سے ہٹ چکی تھی اور معاشرے کے اطوار و عادات ہلاکت آفریں تھے' شراب نوشی' بدمستی' بداخلاقی' سودخوری' لوٹ کھسوٹ' سنگدلی و بے رحمی' مال کی ہوس' ان تمام برائیوں نے خوبیوں اور کمال کا روپ دھار لیا تھا اور ہر اچھائی اور نیکی جرم سمجھی جاتی تھی۔

ایسے عالم میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تاکہ اس دنیا کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں اور ہلاکت و تباہی کے گہرے غار کے دہانے پر کھڑی ہوئی انسانیت کو اس تباہی سے بچا کر نئی زندگی بخشیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دوسرے انبیأ کی طرح امت کو تعلیمات خداوندی سے روشناس کرایا' بلکہ آپ کی تعلیمات تمام انبیأ کی تعلیمات کی جامع اور مکمل ہیں' کیونکہ آپؐ آخری نبی ہیں' آپ کی لائی ہوئی کتاب آخری ہدایت نامہ ہے' آپؐ کی نبوت قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے ہے' آپؐ کی رسالت زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہے' یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی تعلیمات سدابہار ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام تعلیمات جو امت تک پہنچائی ہیں' یہ سب وحی کے واسطے سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''اے نبی! آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری طرح ایک انسان ہوں' میری طرف وحی آتی ہے۔'' (الکہف)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

''وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے وہ تو وحی ہوتی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔'' (النجم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وحی کے ذریعہ امت تک تعلیمات خداوندی کو پہنچایا ہے‘ وہ دو طرح کی وحی ہے‘ ایک وحی تو وہ ہے جس کی تلاوت کی جاتی ہے‘ جسے نماز میں پڑھا جاتا ہے‘ جس نے ساری دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ اس جیسی کوئی مثال لاؤ‘ مگر اس کی مثال لانے سے دنیا عاجز ہے‘ یہ وحی قرآن کریم کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے‘ ایک وحی وہ ہے جس کی تلاوت تو نہیں کی جاتی اور نہ ہی اسے نماز میں پڑھا جاتا ہے‘ مگر شریعت کے بہت سے احکام اس سے معلوم ہوتے ہیں اور اس وحی کو ”حدیث“ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حدیث‘ قرآن سے کوئی الگ چیز نہیں ہے‘ بلکہ یہ قرآن کریم کی تشریح وتفسیر ہے اور یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری اور آپ کا فریضۂ منصبی ہے‘ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”اور ہم نے آپ کی طرف یہ نصیحت نامہ اتارا تاکہ آپ لوگوں کے لئے اسے بیان کریں جو ان کی طرف اتارا گیا۔“ (النحل)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

”اور ہم نے آپ پر یہ کتاب صرف اس لئے اتاری ہے کہ آپ ان کے سامنے اس چیز کو بیان کریں جس میں وہ اختلاف کررہے ہیں۔“

بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہ تعلیم قرآن کو آپ کی بعثت کے مقاصد میں شمار کیا ہے‘ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک رسول بھیجا انہی میں سے‘ جو ان کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتا ہے‘ ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔“

(آل عمران)

اس آیت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے چار مقاصد بیان کئے گئے ہیں:

۱:...... تلاوت آیات۔

۲:...... تزکیہ نفوس۔

۳:...... کتاب کی تعلیم۔

۴:...... تعلیم حکمت۔

اور یہی مقاصد سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۲۹ اور آیت نمبر ۱۵۱ میں اور سورۂ جمعہ کی آیت نمبر ۲ میں بیان کئے گئے ہیں‘ ظاہر بات ہے کہ کتاب کی تعلیم اور اس کے مقاصد ومطالب آپ نے حدیث کے ذریعہ بیان کئے ہیں‘ اور پھر صحابہؓ وتابعینؒ اور دیگر ائمہؒ کی متفقہ رائے ہے کہ حکمت سے مراد ”حدیث“ ہے۔

اگر حدیث کو قرآن کی تشریح وتفسیر نہ مانا جائے اور حدیث کو درمیان سے نکال کر قرآن کو سمجھا جائے تو شریعت کے بہت سے احکام کی وضاحت نہیں ہوگی اور قرآن کی بہت سی آیات بھی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔

مثال کے طور پر قرآن میں نماز کا ذکر ہے کہ نماز قائم کرو‘ نماز کو اپنے وقت پر ادا کرو‘ لیکن نماز کا کیا طریقہ ہے؟ اس کی کتنی رکعات ہیں؟ اس کے اوقات کیا ہیں؟ یہ تمام باتیں اس وقت تک ہمیں معلوم نہیں ہوسکتیں جب تک ہم احادیث کا سہارا نہ لیں‘ اور یہ صرف نماز ہی کی خصوصیت نہیں‘ زکوٰۃ‘ روزہ‘ حج جیسے اہم اور بنیادی ارکان کا یہی حال ہے کہ جب تک احادیث نہ ہوں‘ اس وقت تک ان کی تفصیلات معلوم نہیں ہوسکتیں اور نہ ہی ان عبادات کا حدیث کے بغیر صحیح طور پر ادا کرنا ممکن ہے۔

نماز‘ روزہ‘ حج سے متعلق آیات کے علاوہ بھی قرآن کریم کی بہت سی آیات ایسی ہیں کہ جب تک حدیث کی بیان کردہ تشریح وتفسیر کو سامنے نہ رکھیں‘ تب تک یہ آیات حل نہیں ہوتیں‘ چند آیات مثال کے طور پر پیش کی جاتی ہیں:

۱:...... قرآن کریم کی ایک آیت ہے کہ:

”ہم نے آپ کو سبع مثانی (بار بار دہرانے والی سات چیزوں) اور قرآن عظیم عطا کیا۔“ (الحجر)

اس آیت میں سبع مثانی سے کیا مراد ہے؟ یہ حدیث نے ہمیں بتایا کہ اس سے سورۂ فاتحہ مراد ہے‘ اگر حدیث کی یہ وضاحت نہ ہوتی تو ہر شخص اپنے اپنے ذہن کے مطابق اس کی تشریح وتفسیر کرتا اور اس طرح امت میں ایک افتراق وانتشار برپا ہوتا‘ لیکن حدیث نے اس کی تشریح کرکے ایک بند باندھ دیا اور اس آیت کے متعلق ہزار داستانوں کو جنم لینے سے روک دیا۔

۲:...... قرآن کی ایک آیت ہے:

”اور وہ تین لوگ جو پیچھے رہ گئے الخ۔“ (التوبہ)

یہ تین شخص کون تھے؟ ان کا پورا قصہ کیا تھا؟ ان پر زمین باوجود کشادگی کے کیوں تنگ ہوگئی؟ ان کا جرم کیا تھا؟ جس کی توبہ انہوں نے کی اور وہ قبول ہوئی‘ جب تک احادیث کا سہارا نہ لیا جائے‘ یہ تمام سوالات حل نہیں ہوتے اور یہ آیت پوری طرح سمجھ میں نہیں آتی۔

۳:...... قرآن کریم کی ایک اور آیت ہے:

”اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ ہو۔“ (البقرہ)

اس آیت سے صرف یہ پتا چلتا ہے کہ امت لوگوں پر گواہ ہوگی اور رسول امت کی گواہی دے گا‘ لیکن یہ گواہی کب ہوگی؟ کہاں ہوگی؟ اس کی نوعیت کیا ہوگی؟ کس چیز کی گواہی ہوگی؟ یہ سب باتیں حدیث سے معلوم ہوتی ہیں۔

۴:.....قرآن کی آیت ہے:

’’اے نبی! آپ نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کیوں کرلیا۔‘‘ (التحریم)

اس آیت سے یہ پتا چلتا ہے کہ نبی نے اس چیز کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی تھی‘ وہ چیز کیا تھی؟ اور آپؐ نے کیوں اسے حرام کیا تھا؟ اس کی وضاحت حدیث سے ہوئی ہے‘ آگے اسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

’’اور جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بی بی سے ایک بات چپکے سے بتادی‘ پھر جب اس بی بی نے وہ بات دوسری بی بی کو بتادی اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو اس کی خبر دے دی‘ تو پیغمبر نے (اس ظاہر کرنے والی بی بی پر) تھوڑی بات تو جتلا دی اور تھوڑی بات ٹال گئے۔‘‘

اس آیت سے صرف اتنا معلوم ہوا کہ آپؐ نے اپنی بیوی سے ایک راز کی بات کہی‘ اس نے دوسری بیوی کو بتادی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر اپنے نبی کو دے دی‘ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بات اس میں سے ظاہر کردی اور کچھ ٹال دی‘ لیکن وہ بات کیا تھی‘ جو آپ نے اپنی بیوی کو بتائی؟ اور وہ بیوی کون تھی؟ اس نے دوسری کون سی بیوی کو وہ بات بتائی؟ اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی بات ظاہر کردی؟ اور کون سی بات ٹال دی؟ یہ سب تفصیل حدیث سے معلوم ہوئی ہے‘ اور اس طرح قرآن کی آیت بالکل واضح ہوجاتی ہے اور اس کا مفہوم سمجھ میں آجاتا ہے۔

۵:.....قرآن کی ایک اور آیت ہے:

’’اور جن اہل کتاب نے ان کی مدد کی تھی‘ اللہ نے انہیں ان کے حلقوں سے اتارا اور ان کے دلوں میں تمہارا رعب ڈال دیا‘ پھر بعض کو تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید‘ اور اللہ نے تمہیں ان کی زمین‘ ان کے گھر اور ان کے مال کا مالک بنادیا اور اس زمین کا بھی جہاں تمہارے قدم نہیں پہنچے تھے۔‘‘ (الاحزاب)

یہ اہل کتاب کون تھے؟ ان کے قلعے کہاں تھے؟ کس کو قتل کیا؟ کسے قید کیا؟ اس کی تفصیل کیا ہے؟ اور ان کی جائیداد کہاں تھی جس کا مالک بنایا؟ اور وہ زمین جہاں قدم نہیں پہنچے‘ اس سے کون سی زمین مراد ہے؟ یہ سب باتیں حدیث کے بغیر قرآن سے معلوم نہیں ہوسکتیں۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں‘ ورنہ قرآن کی بہت سی آیات قصہ طلب ہیں‘ بہت سی آیات شان نزول کے بغیر سمجھ میں نہیں آتیں‘ بہت سی آیات ایسی ہیں جو تشریح طلب ہیں‘ اس لئے قرآن کریم کو حدیث کی مدد کے بغیر سمجھنا ناممکن ہے۔

عقل سلیم کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ قرآن جس کے ایک ایک لفظ میں حقائق و معارف کے چشمے پوشیدہ ہیں‘ جو ایک کتاب ہے اور فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ نمونہ ہے‘ جس کے کلمات میں علوم کا انبار موجود ہے‘ ایسے کلام کی تشریح تو وہی ذات کرسکتی ہے جو قرآن کے رموز و اسرار سے واقف ہو‘ اس سے آشنا ہو‘ جو مرادِ ربانی کو خوب سمجھتی ہو‘ اور یہ ہستی صرف نبی کی ذات ہے‘ اور نبی کو ہی یہ حق ہے کہ وہ اس کلام ربانی کی تشریح کرے‘ اسی وجہ سے قرآن کریم میں جابجا اللہ کی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت کا ذکر کیا ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ ’’الصارم المسلول‘‘ میں فرماتے ہیں کہ:

’’میں نے قرآن پاک میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ ۳۳ مقامات پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔‘‘ (ص۵۵)

صرف اطاعت ہی کا حکم نہیں دیا‘ بلکہ صاف فرمادیا گیا کہ:

’’قسم ہے آپ کے رب کی! وہ مومن نہیں ہوسکتے‘ جب تک کہ آپ کو اپنا منصف اور حکم نہ بنالیں ان جھگڑوں میں جو ان کے درمیان ہوں‘ اور پھر اپنے دل میں کسی قسم کی تنگی نہ پائیں‘ آپ کے فیصلے کو خوشی سے قبول کرلیں۔‘‘ (النساء)

ایمان کا دارومدار آپؐ کی اطاعت پر رکھا گیا‘ اور سورۂ احزاب میں صاف طور پر اعلان کردیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد کسی مومن مرد و عورت کو کوئی اختیار نہیں۔

یہ سب باتیں بتارہی ہیں کہ اسلام کو سمجھنے کے لئے جس طرح قرآن ضروری ہے‘ اسی طرح حدیث بھی ضروری ہے‘ ان دونوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑا جاسکتا‘ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

☆☆..........☆☆

ساعتے با اولیاءؒ

اخلاص

حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اخلاص ایک حجام سے سیکھا ہے۔ جب میں مکہ معظمہ میں تھا تو ایک حجام ایک خواجہ کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے کہا: ''کیا میرے بال بھی خدا کے لئے کاٹ دو گے؟ اس نے کہا: ''ہاں!'' اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ابھی تک اس خواجہ کی حجامت پوری نہ بنی تھی کہ حجام نے اس سے کہا: ''آپ اٹھ جائیے کیونکہ جب خدا کا نام درمیان میں آ گیا تو میں نے سب کچھ پالیا۔'' پھر اس نے مجھ کو بٹھایا' میرے سر کو بوسہ دیا اور میرے بال مونڈ دیئے۔ اس کے بعد اس نے مجھے ایک کاغذ (کا لفافہ) دیا جس میں کچھ رقم تھی اور مجھ سے کہا: ''اس کو اپنی ضرورت پر خرچ کرنا۔'' میں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو نیت کی کہ اوّل جو کشائش مجھے نصیب ہوگی تو میں اس شخص کے ساتھ مروّت کروں گا۔

ابھی تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ لوگوں نے مجھے بصرہ سے اشرفیوں کی ایک تھیلی بھیجی۔ میں وہ تھیلی لے کر اس حجام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میں نے وہ تھیلی اسے دی تو اس نے پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''میری نیت یہ تھی کہ جو مجھے اوّل کشائش ملے گی وہ میں تجھے دوں گا۔''

یہ سن کر اس نے کہا: ''تجھے شرم خدا سے شرم نہیں آتی؟ تم نے مجھے کہا تھا کہ خدا کے لئے میری حجامت بنا دے اور اب یہ کیا لے کر آیا ہے؟ بھلا تو نے کہیں یہ دیکھا ہے کہ کوئی شخص خدا کے لئے کام کرے پھر معاوضہ طلب کرے؟''

استغناٗ

سلطان جلال الدین خلجی کے زمانہ تک حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ رحمہ اللہ کی خانقاہ میں فتوحات کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا اور آپ اپنے مریدین سمیت نہایت تنگی و عسرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ بعض اوقات پوری کی پوری فصل گزر جاتی لیکن خربوزے کی ایک قاش تک چکھنے کو نہ ملتی تھی حالانکہ ان دنوں خربوزہ ایک روپے کا من بھر ملتا تھا۔ شیخ کے تمام متعلقین و مریدین اکثر فاقہ کشی کی زندگی گزارتے تھے۔ سلطان جلال الدین خلجی کو ان کے حال کا علم ہوا تو کچھ تحائف حضرت کی خدمت میں بھیج کر گزارش کی کہ حکم ہو تو ایک گاؤں خدمت گاروں کے لئے مقرر کردوں۔ سلطان المشائخ نے جواب دیا کہ مجھے اور میرے خدمت گاروں کو تمہارے گاؤں کی چنداں ضرورت نہیں' میرا اور ان کا خدا کارساز اور میر کارواں ہے۔

سلطان نے اس کے بعد کئی بار حاضری کی اجازت چاہی مگر آپ نے ہر بار ملنے سے انکار کردیا۔ آخر ایک دن اُس نے بغیر اطلاع کے حاضری کا پروگرام بنایا مگر بادشاہ کے مصحف بردار امیر خسرو نے اس پروگرام سے حضرت کو مطلع کردیا اور حضرت ملاقات سے بچنے کے لئے اجودھن روانہ ہوگئے۔ جب بادشاہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے خفا ہو کر امیر خسرو سے کہا کہ تو نے میرا بھید کھول کر مجھے سلطان المشائخ کی پابوسی سے محروم کردیا۔ امیر خسرو نے جواباً عرض کیا کہ بادشاہ کے رنجیدہ کرنے سے تو بس جان کا خوف ہے لیکن شیخ کو ناراض کرنے سے سلب ایمان کا خطرہ ہے۔

علم دین

ایک دفعہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ایک مقام پر تقریر کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کو تقریر کے لئے کرسی پیش کی گئی۔ آپ کرسی پر بیٹھ گئے تو دیکھا کہ بہت سے اکابر علماءٗ نیچے بیٹھے تھے۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ ترازو کا ہلکا پلہ ہمیشہ اوپر اور بھاری نیچے ہوتا ہے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ میرے والد صاحب وکیل تھے۔ انہوں نے مجھے علم دین پڑھایا لیکن میرے چاروں بھائیوں کو انگریزی تعلیم دلوائی۔ ایک دن والد صاحب نے ایک انجمن کے جلسے میں بحیثیت صدر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے ایک لڑکے کو عالم بنایا' ایک لڑکے کو وکیل بنایا' اب آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ لڑکوں کو کیا پڑھانا چاہئے؟ جب میں کورٹ سے گھر آتا ہوں اور پانی مانگتا ہوں تو وکیل بیٹا ملازم کو آواز دیتا ہے کہ ابا کو پانی پلاؤ اور عالم بیٹا خود پانی لاتا ہے اور فوراً ہمارے جوتے کا فیتہ کھول کر جوتے اتارتا ہے۔ اب آپ خود فیصلہ کرلیں کہ کیا پڑھانا چاہئے؟

قادیانی کردار کی ایک جھلک

خالد چوہدری

آنجہانی ظفر اللہ خان (قادیانی) پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر ہوا۔ وہ قادیانی مذہب کا سرگرم مبلغ بھی رہا۔ اس مذہب سے تعلق رکھنے والوں کو کفریہ عقائد کی بنا پر بھٹو دور حکومت میں ملک کی منتخب پارلیمنٹ نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دے دیا تھا۔ ظفر اللہ خان قادیانی نے بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کا جنازہ بھی پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔

صحافیوں کی طرف سے وجہ پوچھنے پر اس نے بتایا کہ:

''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلم حکومت کا کافر وزیر۔''

ظفر اللہ خان قادیانی نے ایک عرب لڑکی سے کس طرح شادی رچائی؟ یہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں۔ اس عرب لڑکی بشریٰ ربانی کے سابق شوہر محمود قزق نے عربی اخبار ''الیوم'' کے نامہ نگار کو تفصیل سے بتایا کہ: ''ظفر اللہ خان قادیانی نے میری منکوحہ بشریٰ ربانی کو کس طرح خریدا؟ اور جبراً طلاق دلوائی؟ (اس کی تفصیل یہ ہے کہ) پہلی ملاقات میں ظفر اللہ خان نے لڑکی سے پوچھا: ''تیرا کیا نام ہے؟'' لڑکی نے عقیدت و ادب سے اس کا ہاتھ چوم کر جواب دیا:

''آپ کی کنیز کو بشریٰ ربانی کہتے ہیں۔''

دمشق میں احمدی مشن نے قادیانی خلیفہ کے اعزاز میں جلسہ کیا' جو علاج کے لئے ظفر اللہ خان کے ساتھ یورپ جا رہے تھے' میری بیوی بھی اپنی ماں کے ساتھ جلسے میں حاضر تھی تاکہ دوسرے احمدیوں (قادیانیوں) کی طرح ظفر اللہ خان کا استقبال کرئے اور ''امیر المومنین'' (امیر الشیاطین) کے ہاتھ کو بوسہ دے۔ ظفر اللہ خان نے خلیفہ سے کچھ سرگوشی کی تو حاضرین نے ''امیر المومنین'' کو بلند آواز سے فرماتے سنا: ''یہ تو اس خاندان کے لئے سب سے بڑی عزت ہے'' اور سننے والے سمجھ گئے کہ کسی شادی کا ذکر ہو رہا ہے۔ پھر ظفر اللہ خان نے دمشق کے بڑے قادیانی سردار کے کان میں کچھ کہا تو سردار نے اونچی آواز میں جواب دیا: ''اس کا صرف ایک ہی بھائی ہے۔'' اب ظفر اللہ خان نے بھی اونچی آواز میں گفتگو شروع کر دی' کہنے لگے: ''کیا اس کا بھائی یہاں دمشق کے پاکستانی سفارت خانے میں ملازمت پسند کرے گا؟'' اور دوسرے ہی دن میری بیوی کے بھائی محمود ربانی کو پاکستانی سفارت خانے میں عہدہ مل گیا۔

پھر ظفر اللہ خان قادیانی نے اپنی خاص مجلس میں دمشق کے معزز احمدیوں (قادیانیوں) سے کہا:

''میں اس لڑکی کو خوش نصیب اور اس کے خاندان کو خوشحال بنا دوں گا۔''

عرض کیا گیا: ''لڑکی اپنے خالہ زاد بھائی سے منسوب ہو چکی ہے' جو خلیج فارس کے ایک ملک میں دولت کمانے گیا ہوا ہے۔''

ظفر اللہ خان قادیانی نے برہم ہو کر کہا:

''یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اس نازک پھول کو اس خوفناک کانٹے کی گود میں ڈال دیا جائے؟''

عرض کیا گیا:

''ممکن ہے خود لڑکی آپ کی عمر کے آدمی سے رشتہ جوڑنا پسند نہ کرے اور کہے کہ آپ کی بیوی بھی موجود ہے اور اولاد بھی؟''

ظفر اللہ خان نے جواب دیا: ''میں اپنی بیوی کو طلاق دے دوں گا۔'' اور انہوں نے کیا بھی یہی تاکہ بشریٰ ربانی کو حاصل کر سکیں۔

دوسرے دن ''حضرت'' لڑکی کے گھر پہنچے اور جب وہ چائے لے کر آئی تو اس پر نگاہیں گاڑے ہوئے کہنے لگے: ''بشریٰ تو کیا کہتی ہے؟ دیکھ ظاہری شکل پر نہ جانا' میں آج بھی......''

بشریٰ کی نظریں شرم سے جھک گئیں اور چہرہ گلابی ہو گیا۔ پھر وہ آہستہ سے کہنے لگی: ''مالک میں تو حضور کی کنیز ہوں۔''

یہ سنتے ہی ظفر اللہ خان نے جیب سے ایک ڈبیہ نکالی' کھولی اور ہیرے کا کنٹھا نکال کر خود اپنے ہاتھ سے لڑکی کے گلے میں ڈال دیا' پھر اس کی انگلیوں پر ٹکٹکی باندھ دی' وہ سمجھ گئی' اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور انگلی سے میرے نکاح کی انگوٹھی اتار دی۔

تین دن بعد ظفر اللہ خان لاہائی (ہالینڈ) جانے کے لئے تیار ہو گئے' جہاں وہ بین الاقوامی عدالت کے جج تھے۔ جاتے وقت بشریٰ کی ماں اور بھائی کے ہاتھ میں ا

یک بڑی رقم دیتے ہوئے وہ حاکمانہ انداز سے کہنے لگا:

دیکھو! بشریٰ کی طلاق کا معاملہ جلد سے جلد انجام پاجانا چاہئے: ''خرچ کی پرواہ نہ کرنا۔''

میری عقل کچھ کام نہیں دیتی۔ اب تک سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ آخر یہ کیا ہوا؟ اور سمجھ میں آئے بھی کیسے؟ میں نے اپنے وجود سے محبت کی تھی اور حق الیقین تھا کہ بشریٰ بھی مجھے سچے دل سے چاہتی ہے۔ ہم دونوں انتظار کی گھڑیاں گن رہے تھے کہ رخصتی کا دن آئے اور ہم دونوں ایک جان ہوجائیں۔ میں خلیج فارس کے ایک علاقے میں بہت دور تھا مگر بشریٰ کے محبت بھرے خطوط سے ڈھارس بندھی رہتی تھی۔ بشریٰ ہر ہفتے کئی کئی خط لکھتی' تصویروں کے تراشے بھیجتی۔ یہ دیکھئے! تراشے میں ایک جوڑے کی تصویر ہے جو عروسی لباس پہنے ہوئے ہے اور یہ عبارت تراشے پر خود بشریٰ کے قلم سے لکھی ہوئی ہے:

''اللہ! ہم دونوں کب ایسا ہی جوڑا پہنیں گے''۔ یہ دوسرا تراشہ ہے' دو بچے کھڑے ہیں اور بشریٰ نے اس پر لکھا ہے: ''خدا ہمیں بھی ایسے ہی بچے دے گا''۔

بہت سے خط سنا کر بدنصیب شوہر چپ ہوگیا اور کسی گہرے خیال میں ڈوب گیا' اچانک اس کے منہ سے ایک قہقہہ پھوٹ پڑا! اور اس نے کہنا شروع کیا:

''کوئی سوچ بھی سکتا تھا کہ بشریٰ کے یہ سب جذبات سراسر فریب تھے؟ اور وہ میرے دل سے صرف کھیل رہی تھی۔ کیا دولت کی طمع اس پر غالب آگئی؟ میں کیونکر مان لوں؟ اس نے تو مجھے اس وقت قبول کیا تھا جب میں بالکل فقیر تھا۔ میں قادیانی نہیں تھا' محض بشریٰ کو حاصل کرنے کے لئے میں نے قادیانیت قبول کی۔ بشریٰ اور اس کا خاندان قادیانی بن چکا تھا۔ ظفر اللہ خان قادیانی مذہب کے ایک بڑے رکن ہیں اور میرے دل میں وہم بھی پیدا نہیں ہوسکتا تھا کہ یہی ظفر اللہ میرے دل کو گھائل کرکے کچل ڈالیں گے اور قادیانیت کے ''امام'' اور ''امیر المومنین'' اپنے ایک مرید و معتقد کی زندگی اس بے دردی سے اجاڑ کر رکھ دیں گے۔ بے شک اس قسم کی کوئی بات بھی خیال میں نہیں آسکتی تھی۔''

محمود قزق نے سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا:

''۱۹۵۳ء میں' میں نے کتنی کوشش کی کہ لبنان میں کوئی روزگار مل جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ پھر میں شام چلا آیا اور مجھے ایک اسکول میں مدرسی مل گئی۔ گرمیوں کی چھٹیوں میں اپنی خالہ سے ملنے دمشق آیا اور خالہ کی لڑکی بشریٰ کو دیکھتے ہی دل دے بیٹھا۔ دوسرے دن بشریٰ کے ساتھ سینما گیا۔ فلم میں ہیرو اور ہیروئن کی شادی دکھائی جارہی تھی۔ بشریٰ میرے کان میں کہنے لگی: ''یہ خوشی ہمیں کب نصیب ہوگی؟''

۱۹۵۴ء میں ہمارا نکاح ہوگیا۔ میں پھر خلیج فارس کی ایک ریاست میں چلا گیا تاکہ جلد سے جلد بہت سارا روپیہ جمع کرکے لوٹوں اور اپنی دلہن کو رخصت کرالاؤں۔

بشریٰ کے خط دسمبر کے مہینے سے آنا بند ہوگئے' آخر ایک خط بہت دنوں کے بعد ملا' اس کی عبارت یہ تھی:

''حضرت امیر المومنین'' دمشق آئے' ظفر اللہ خان بھی ہمراہ تھے۔ میں کس قدر چاہتی تھی کہ تم بھی یہاں موجود ہوتے اور ''حضرت امیر المومنین'' کی زیارت کرتے۔''

بشریٰ کے خط نے میرا دماغ اور بھی خراب کردیا اور میں طرح طرح کے مطلب نکالنے لگا۔ دمشق پہنچتے ہی میں سیدھا خالہ کے گھر گیا مگر بشریٰ کی انگلی میرے عقد کی انگوٹھی سے خالی تھی۔

میں نے کہا: ''انگوٹھی اور چوڑیاں غائب ہیں؟''

بشریٰ: ''میں آزاد ہوں' تم میری خالہ کے بیٹے ہو' اس لئے تم سے شادی منظور نہیں کرسکتی۔''

اس کے بھائی محمود نے مجھ سے کہا:

''بشریٰ تمہیں پسند نہیں کرتی' تم طلاق کیوں نہیں دے دیتے؟''

میں بے اختیار چلا اٹھا:

''ابھی قاضی کے پاس چلو' میں طلاق نامہ لکھے دیتا ہوں۔''

قاضی نے جب معاملہ سنا تو خفا ہوئے۔ میں تو غصہ سے بے قابو ہورہا تھا' میں نے کہا:

''قاضی صاحب! نکاح فرضی تھا اور میں بشریٰ کو طلاق دے چکا ہوں۔''

بعد میں معلوم ہوا کہ ظفر اللہ خان نے ۴۵ ہزار پونڈ میں بشریٰ کو خرید لیا ہے اور بیس ہزار پونڈ میں بشریٰ کے خاندان کے لئے ایک مکان دمشق کے محلّہ ''بستان الجری'' میں خریدا ہے۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ ظفر اللہ چند روز میں دمشق آرہا ہے تاکہ بشریٰ سے شادی رچائے۔ میں نے طے کرلیا کہ اس شخص کو قتل کرڈالوں گا۔ میں نے پستول خرید لیا مگر بشریٰ کے خاندان نے ظفر اللہ کو اس کی خبر کردی۔ اس پر جلسے کا پروگرام روک دیا گیا اور آدھے گھنٹے کے اندر ہی ظفر اللہ نکاح کرکے ہوائی جہاز سے واپس بھاگ گیا۔ (روزنامہ ''نوائے پاکستان'' لاہور بحوالہ ماہنامہ ''صوت الاسلام'' فیصل آباد جلد ۱ شمارہ ۴' ۵ ستمبر/ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

یہ ہے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے' قائد اعظم کا اپنے نام نہاد عقائد و نظریات کی خاطر جنازہ نہ پڑھنے والے اور اپنے آپ کو ایک کافر حکومت کا مسلمان وزیر یا ایک مسلمان حکومت کا کافر وزیر قرار دینے والے کا اصل کردار' اور یہ صرف ظفر اللہ خان ہی کے لئے مخصوص نہیں' ہر بڑا قادیانی دہرے کردار کا مالک ہوتا ہے۔ (بشکریہ ''سیاست دانوں کے معاشقے'')

☆☆.........☆☆

یہودی مفادات کی نگرانی قادیانیت کا بنیادی ٹاسک ہے

حدود آرڈی نینس کے قانون کو ختم کرنے کی سازشیں کرنے والوں کے قادیانیوں سے رشتے ناتے ہیں

اکیسویں سالانہ انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس برمنگھم کی اخباری رپورٹس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام برمنگھم کی مرکزی جامع مسجد میں منعقد ہونے والی اکیسویں سالانہ انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہزاروں مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف' متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے کہا کہ قادیانیوں نے ہمیشہ عالمی دہشت گردوں کے فرنٹ لائن ایجنٹ کا کردار ادا کیا ہے۔ یہودی مفادات کی نگرانی قادیانیت کا بنیادی ٹاسک ہے۔ مرزا غلام احمد کو نبی اکرم ﷺ کا دوسرا جنم قرار دینا توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے بھی بدتر جرم ہے۔ حدود آرڈی نینس اور توہین رسالت کے قانون کو ختم کرنے کی سازشیں کرنے والوں کے قادیانیوں سے رشتے ناتے ہیں۔ توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی سازش میں قادیانیوں کا کردار انتہائی شرمناک ہے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی ایک سیاسی گروہ ہیں جو اپنے سیاسی ایجنڈے کی تکمیل کے لئے کام کررہے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا ان کے سیاسی عزائم کا ایک اہم حصہ ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہانے کے لئے تیار ہیں۔ ہماری جدوجہد آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے اسلامی نظام کے مکمل نفاذ تک جاری رہے گی۔

انہوں نے کہا کہ لبنان پر اسرائیلی حملے امت مسلمہ کے لئے سنگین چیلنج ہیں۔ بے گناہ لبنانی عوام کی شہادت اصل دہشت گردوں کو بے نقاب کررہی ہے۔ مسلمانوں کو کرۂ ارض سے مٹانے کی کوششیں ناکام ثابت ہورہی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دینے والے خود جنونی انتہاپسند ہیں۔ اسلامک ٹیررازم کی اصطلاح مذموم مقاصد کے حصول کے لئے گھڑی گئی ہے۔ قادیانیوں کے مذموم پروپیگنڈے کے زیراثر اسلام' مسلمانوں اور مسلم ممالک کے خلاف منفی رپورٹیں شائع کی جارہی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اسلامی ممالک میں توہین رسالت اور حدود آرڈیننس جیسے قوانین کے خاتمے یا ان میں ترمیم کی باتیں مغربی ممالک کے ایماپر کی جارہی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اسلام دشمن قوتیں دنیا بھر میں دہشت گردی خود کرواکر میڈیا اور پروپیگنڈا کے ذریعہ اس کا الزام اسلام اور مسلمانوں پر تھوپ دیتی ہیں۔ جہاد اور دہشت گردی کے فرق کو سمجھنا وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ مسلمانوں پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کے الزامات سراسر یکطرفہ اور قطعاً بے بنیاد ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مسلم ممالک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر پابندی عائد کریں۔

انہوں نے کہا کہ اسلام عالمگیریت کا مذہب ہے جو عالمگیر معاشرہ کی تشکیل کی دعوت دیتا ہے۔ اس کی دعوت پوری انسانیت کے لئے ہے۔ جو مذہب پوری انسانیت کو لے کر چلنے کا دعویدار ہو وہ کس طرح دیگر مذاہب یا افراد سے نفرت کی دعوت دے سکتا ہے یا ان سے نفرت کا اظہار کرسکتا ہے۔ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے کرام کو سچا نبی ماننے کی دعوت دی' ان کے احترام کا حکم دیا اور ان کی توہین کو کفر قرار دیا۔ ہم مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور

مرزا غلام احمد کو نبی ﷺ کا دوسرا جنم قرار دینا توہین آمیز خاکوں سے بھی بدتر جرم ہے

توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کی سازش میں قادیانیوں کا کردار انتہائی شرمناک ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ اس کے باوجود ہم پر تنگ نظری کا الزام عائد کیا جاتا ہے جبکہ عیسائی اور یہودی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے بلکہ اسلام کی تعلیمات کو ختم کرنے کے درپے ہیں، اس کے باوجود انہیں تنگ نظر اور متعصب کیوں نہیں گردانا جاتا۔ یہ دوغلی پالیسی اگلی صدی میں ناکام ثابت ہوگی۔

انہوں نے کہا کہ انسانیت کو اب دہشت گردی اور تنگ نظری کے نام پر مزید بے وقوف نہیں بنایا جاسکتا۔ اسلام نے تہذیبوں کی موجودگی میں ایک بہترین معاشرت پیش کی اور تہذیبوں کے درمیان تصادم اور ٹکراؤ کی کیفیت پیدا نہیں کی کیونکہ تہذیبوں کے درمیان ٹکراؤ اور تصادم انتہا پسندی ہے۔ اسلام تہذیبوں کے درمیان مفاہمت اور بات چیت کے ذریعہ مسائل حل کرنے کا مدعی ہے۔ اسلام میں تنگ نظری اور تعصب ونفرت کی کوئی گنجائش نہیں۔

انہوں نے کہا کہ اسلام اپنی دعوت مثبت انداز سے پیش کرتا ہے اور کسی قسم کے جبر کا قائل نہیں۔ وہ دیگر مذاہب سے تصادم کی بجائے دعوت کے ذریعہ اپنی حقانیت واضح کرتا ہے کیونکہ اسلام دعوت کا مذہب ہے اور دعوت میں رحمت کا جذبہ ہوتا ہے، نفرت کا نہیں۔

انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد کو نبی اکرم ﷺ کا دوسرا جنم سمجھنا قادیانیوں کا بنیادی عقیدہ ہے۔ قادیانیوں نے دنیا کو اسلام کے نام پر دھوکا دیا ہے۔ اگر قادیانی دائمی سلامتی چاہتے ہوں تو ایمان لاکر اسلام کے دامن امن وسلامتی میں پناہ لے لیں۔

انہوں نے کہا کہ جنگ کے ذریعہ امن کو نہیں بلکہ دہشت گردی کو فروغ حاصل ہوتا ہے۔ ہم اسلام کے بارے میں مغرب کی غلط فہمیاں دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ عیسائی دنیا قادیانیوں کی حمایت سے کنارہ کش ہوجائے۔ قادیانیوں کے بارے میں امریکا اور مغرب کا رویہ جمہوری اصولوں کے منافی ہے۔

انہوں نے کہا کہ دہشت گردی تیل کی سیاست کے فرنگی علمبرداروں کی تخلیق ہے اور وہی اسے مسلمانوں کے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کرکے دنیا سے اسلام کے خاتمے کی منصوبہ بندی کررہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ مسلم ممالک کو سیکولر اسٹیٹ بنانے اور ان ممالک میں رائج اسلامی قوانین کو چھیڑنے کی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ جس طرح عیسائیت اور یہودیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبی تسلیم کئے بغیر کوئی فرد عیسائی یا یہودی نہیں کہلاسکتا اسی طرح حضرت محمد ﷺ کو آخری نبی تسلیم کئے بغیر کوئی شخص مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں۔

انہوں نے کہا کہ برطانیہ اور مغرب پارلیمنٹ کے فیصلوں اور جیوری کی رائے کی بالا دستی اور اتھارٹی کو تسلیم کرتے ہیں تو آخر قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے بارے میں پاکستان کی قومی اسمبلی اور ایوان بالا کے متفقہ فیصلہ کو قبول کرنے سے وہ کیوں ہچکچاتے ہیں اور اس فیصلہ کے حوالے سے پارلیمنٹ کی اتھارٹی کو کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ عدلیہ کے فیصلے کا پوری دنیا میں نہ صرف احترام کیا جاتا ہے بلکہ اس کو دیگر عدالتوں میں نظیر کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ ماریشس کی عدالت نے سب سے پہلے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ پاکستان کی تمام عدالتوں نے قادیانیوں کے عقائد کے غیر اسلامی ہونے کے بارے میں فیصلے دیئے۔ جنوبی افریقہ کی عدالت نے قادیانیت کے مسئلہ پر مسلم علماء کو اتھارٹی قرار دیا جو پہلے ہی قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا فیصلہ صادر کرچکے تھے۔ امریکا اور دیگر مغربی ممالک ان عدالتوں کے فیصلوں کو قبول کرنے سے آخر کیوں گریزاں ہیں؟ پاکستانی عوام نے ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریکات ختم نبوت اور اسی طرح تحفظ ناموس رسالت کی تحریکات کے موقع پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے حوالے سے اجتماعی رائے پیش کرکے اس پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ اس لئے برطانیہ کو اس سلسلے میں پاکستان اور امت مسلمہ کے فیصلوں کا احترام کرنا چاہئے۔ یہ ایک خالص مذہبی مسئلہ ہے اور اس کی بنیاد عقائد پر ہے جس کا فیصلہ مسلمان علمائے کرام ہی کرسکتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اسلام جہاد کے فریضہ کا قائل ہے اور جہاد کے ذریعہ دہشت گردی کا راستہ روکتا ہے۔ مغرب کو جہاد اور دہشت گردی کے درمیان فرق کرنا ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ اسلام انسانیت کی فلاح و بہبود کی بات کرتا ہے۔ ہم انسانی برادری کی وحدت اور مختلف مذاہب اور تہذیبوں کے درمیان بہتر تعلقات کے خواہاں ہیں۔

انہوں نے مغربی دنیا سے سوال کیا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ آپ ہمارے پیغمبر کو نہ مانیں بلکہ پیغمبر کی توہین کے مرتکب افراد کی سرپرستی کریں؟ پیغمبر کی توہین کے خلاف قوانین سازی پر اعتراض کریں اور انہیں امتیازی قانون قرار دیں جبکہ مسلمان آپ کے پیغمبروں کا احترام کریں اور ان کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے قانون سازی کریں تو وہ تنگ نظر قرار پائیں اور آپ توہین رسالت کے مرتکب ہوکر بھی وسیع النظر ٹھہریں؟ توہین رسالت کی کھلم کھلا اجازت دیدینا وسعت نظری نہیں بلکہ معاشرے کو لاقانونیت کی طرف دھکیلنے کی سازش ہے۔

انہوں نے کہا کہ جنگ کے ذریعہ امن قائم کرنے کا خواب دیکھنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ جنگ کے ذریعہ مسائل حل نہیں ہوتے بلکہ دہشت گردی کو فروغ ملتا ہے‘ نفرتیں بڑھتی ہیں اور تعصب کی دیواریں بلند ہوتی ہیں۔ آیئے مذاکرات اور بات چیت کا راستہ اختیار کرکے دنیا میں امن قائم کریں۔ امریکا اور مغربی ممالک اقوام متحدہ کے منشور کے تحت معاملات کو پرامن طریقہ سے حل کرنے کی روایات قائم کریں اور جنگ کا راستہ ترک کردیں۔

انہوں نے کہا کہ اپنے علاوہ دیگر مذاہب‘ تہذیبوں اور قوموں کو انسانیت کا درجہ نہ دینے اور ان کے قتل کو روا رکھنے کی روش خود ساختہ متمدن اقوام کو پوائنٹ آف نوریٹرن کی طرف لے جارہی ہے۔ یورپ اسلام دشمن قوتوں کا بغل بچہ بننے سے گریز کرے اور مسلمانوں کے ساتھ برابری کا رویہ اپناتے ہوئے مسلمانوں کو عالمگیر عددی قوت کو تسلیم کرے۔

انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے سدباب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے مثالی خدمات انجام دی ہیں۔ اسلام اور قادیانیت کا اختلاف روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ یورپی ممالک اب قادیانیوں کے یکطرفہ پروپیگنڈے سے متاثر نہیں ہوں گے۔

انہوں نے کہا کہ دنیا کے ہر ملک میں بسنے والے مسلمانوں نے اپنے آپ کو ان ممالک کا امن پسند شہری ثابت کیا ہے جس نے اسلام کو دنیا کا سب سے بڑھ کر امن پسند مذہب ثابت کردیا ہے۔

انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت سے دلی وابستگی اور قادیانیت سے بیزاری کے عہد کو تازہ کریں اور یورپ میں اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے اپنا تن من دھن وقف کردیں۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے رئیس‘ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس شوریٰ کے رکن اور حضرت اقدس علامہ محمد یوسف بنوری کے معتمد حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے کہا کہ دینی مدارس نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اہم کردار ادا کیا ہے۔ علماء کی قیادت میں پوری امت مسلمہ نے قادیانیوں کے خلاف بے مثال اتحاد کرکے یہ ثابت کردیا ہے کہ امت آج بھی علماء کے ساتھ ہے اور قادیانیوں کی امت مسلمہ کا رشتہ علماء سے کاٹنے کی سازشیں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے امت مسلمہ ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔ اسلام اور قادیانیت ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن قادیانی امریکا اور یورپ میں قادیانیت کو حقیقی اسلام باور کراکر دنیا کو دھوکا دینے کی کوشش کررہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ دینی مدارس کے علماء‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امن پسندانہ تعلیمات کے علمبردار ہیں اس لئے دینی مدارس پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کے الزامات سراسر بے بنیاد ہیں۔ علمائے کرام گزشتہ ایک سو سال سے آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے قادیانیت کے خلاف پُرامن جدوجہد کررہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیت نے دنیا کو غیرعقلی عقائد ونظریات کے ذریعہ گمراہ کیا ہے اور اپنے ان عقائد کو اسلامی عقائد قرار دے کر دھوکا دہی کا ارتکاب کیا ہے۔ قادیانیوں نے اسلام کے امیج کو مسخ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے۔

انہوں نے کہا کہ فحاشی و عریانی مغربی معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ رہی ہے اور اس کا سدباب صرف حدود آرڈیننس جیسے قوانین کے نفاذ ہی سے ممکن ہے۔

انہوں نے کہا کہ علمائے کرام اور دینی مدارس دہشت گردی کے ہر رجحان کی پُرزور مذمت کرتے ہیں۔ دہشت گردی کے واقعات کا تسلسل تشویشناک ہے۔ یہ عالمی امن کے لئے سنگین خطرہ ہے۔

انہوں نے کہا کہ جب تک مسلمان حضور ﷺ کی سو فیصد اتباع کرتے رہے اس وقت تک انہوں نے عزت بھی پائی اور غلبہ بھی حاصل کیا لیکن جب سے وہ اتباع نبویؐ میں کمزور پڑ گئے اس وقت سے وہ ذلیل ہوگئے۔ آج بھی ضرورت ہے کہ مسلمان اتباع نبویؐ کا سو فیصد اہتمام کریں اور دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔

انہوں نے کہا کہ مسلمان ہر قسم کی دہشت گردی کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے ان پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کا الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ دہشت گردوں کا نہ کوئی مذہب ہے اور نہ وہ دینی مدارس سے کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں۔ دینی مدارس کا نصاب دہشت گردی کی مذمت کرتا ہے اور امن و آشتی کی تعلیم دیتا ہے۔ مسلمانوں کے کسی مکتبہ فکر کو دہشت گردی کا علمبردار قرار نہیں دیا جاسکتا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے کا نام نہیں بلکہ آپؐ کے بعد کسی شخصیت کو آپ کا دوسرا جنم یا دوسرا روپ ماننے سے انکار بھی عقیدۂ ختم نبوت ہے۔ قادیانی عقائد کی بنیاد مرزا غلام احمد قادیانی کو بعینہٖ ''محمد رسول اللہ'' سمجھنے پر رکھی گئی ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد نے 1901ء میں اپنی کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' میں اپنے آپ کو ''محمد رسول اللہ'' قرار دیا۔ اس کے علاوہ اس نے عیسیٰ مسیح اور امام مہدی ہونے کے دعوے بھی کئے جو غلط ثابت ہوئے۔ توحید' رسالت' نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ غرض تمام عقائد' احکام اور مسائل میں قادیانیوں کو مسلمانوں سے اختلاف ہے۔

انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے لے کر آج تک جس کسی نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا امت مسلمہ نے اسے اس کے انجام تک پہنچایا۔ استعمار کے سائے میں پنپنے والی جھوٹی نبوت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے امت مسلمہ ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے جو آئین اور قانون کے دائرے میں رہتے ہوئے تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی پاسبانی کا فریضہ انجام دے رہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو آخری نبی ماننا اسلام کی اساس ہے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیوں نے نبی اکرم ﷺ کو آخری نبی نہ مان کر اسلام سے غداری کی ہے۔ قادیانی عقائد غیر اسلامی نظریات کا ملغوبہ ہیں۔ اسلام اور قادیانیت کا اختلاف اصولی بنیادوں پر ہے۔ یہ تشریحات یا نقطہ نظر کا اختلاف نہیں بلکہ قادیانیت نے اسلامی عقائد کو توڑ مروڑ کر ایک نیا دین ایجاد کیا ہے جس کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کو نیا نبی قرار دیا گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ امام مہدی اور مسیح آخر الزمان کی اصطلاحات کے غلط استعمال کے ذریعہ قادیانی پوری دنیا کو گمراہ کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور ان اصطلاحات کو مرزا غلام احمد قادیانی کی ذات پر چسپاں کرکے بددیانتی کے مرتکب ہورہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ اسلام ایک عالمگیر حیثیت کا حامل دین ہے جس کی تعلیمات ہر ملک' ہر طبقہ اور ہر دور کے لئے قابل عمل اور قابل قبول ہیں۔ نائن الیون کے بعد دنیا کے ہر ملک میں اسلام کا تیزی سے پھیلنا اور اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتابوں کا تیزی سے فروخت ہونا ان ممالک میں اسلام کے روشن مستقبل کی نشاندہی کرتا ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے معاون امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کہا کہ عیسائی دنیا قادیانیوں کی حمایت سے کنارہ کش ہوجائے۔ مسلم ممالک عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے مشترکہ جدوجہد کریں اور قادیانیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر پابندی عائد کریں۔

انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ فلاحی ادارے قائم کرے تاکہ مشنری سرگرمیوں کی آڑ میں قادیانیت کے فروغ اور قادیانی تبلیغی سرگرمیوں پر قدغن لگائی جاسکے۔

انہوں نے کہا کہ اسلام' یہودیت اور عیسائیت تینوں مذاہب کا اس پر اتفاق ہے کہ قیامت سے قبل ایک مسیحا کو آنا ہے۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کے نزدیک وہ مسیحا حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق اس وقت آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قرب قیامت میں ایک خلیفہ برحق اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک امتی کی حیثیت سے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے جبکہ اس کے برعکس یہودیوں کے نزدیک وہ مسیحا دجال ہوگا۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی جانب سے وفات مسیح کا عقیدہ رکھنا اور مرزا غلام احمد قادیانی کو عیسیٰ مسیح یا مسیح موعود خیال کرنا لغو اور باطل عقیدہ ہے' جس کی قرآن و حدیث صریح مخالفت کرتے ہیں۔

اقراٗ روضۃ الاطفال ٹرسٹ کے سربراہ حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب نے کہا کہ حضرت امام مہدیؒ کی شخصیت محض ایک مفروضہ نہیں اور نہ ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق نزول مسیح کے موقع پر وہ مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے اور ان کی شخصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہوگی۔ وہ سیّد ہوں گے۔ ان کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر اور ان کے والد کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کے نام پر ہوگا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ مہدویت ان علامات کی روشنی میں غلط ثابت ہوتا ہے کیونکہ مرزا قادیانی مغل تھا' اس کا نام مرزا غلام احمد اور والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔

جمعیت علمائے برطانیہ کے سیکریٹری جنرل حضرت مولانا مفتی محمد اسلم نے کہا کہ حکومت برطانیہ قادیانیوں کی جانب سے قادیانیت کو حقیقی اسلام قرار دینے کی روش پر پابندی عائد کرے اور انہیں اپنے دین کیلئے الگ نام اور اپنے مذہب کیلئے الگ شعائر وضع کرنے کا حکم دے اور ان کی جانب سے شعائر اسلام کے نازیبا استعمال کی روش کا انسداد کرے۔

جمعیت علمائے برطانیہ کے رہنما حضرت مولانا عبدالرشید ربانی نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے امت مسلمہ ہر قسم کی قربانی دینے کیلئے تیار ہے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے جس نے بے انتہا مخالفت کے باوجود اپنی ہمہ گیریت ثابت کردی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ۱۱/ستمبر کے واقعہ کے بعد سے دنیا میں قبولیت اسلام کی شرح میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہوگیا ہے جس کا ثبوت امریکا اور یورپ میں نائن الیون کے بعد کئی لاکھ افراد کا اسلام قبول کرنا ہے جبکہ قادیانیت سے تائب ہوکر مسلمان ہونے والوں کی تعداد اس پر مستزاد ہے۔

حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود نے کہا کہ قادیانی مذہبی کتابوں میں انبیائے کرام کی توہین پر مشتمل مواد موجود ہے اس لئے یورپی حکومتیں توہین رسالت پر مشتمل قادیانی مذہبی کتابوں کو ضبط کریں تاکہ توہین آمیز کارٹون ایشو جیسا کوئی مسئلہ دوبارہ نہ اٹھ کھڑا ہو۔ امریکی اور یورپی حکومتیں قادیانی جماعت کے اسلام دشمن پروپیگنڈے سے متاثر ہونا ترک کردیں۔

انہوں نے کہا کہ مسلم اُمّہ یورپی ممالک میں اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ واشاعت کے لئے مزید اسلامک سینٹرز قائم کرے اور نئی نسل کو جدید طرز پر اسلامی عقائد ونظریات سے متعارف کرائے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت بنگلہ دیش کے سیکریٹری جنرل حضرت مولانا نورالاسلام نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کو مانے بغیر اسلام کے دیگر عقائد پر ایمان لانا بھی بے معنی ہوجاتا ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ماننا ہی اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان بنیادی امتیاز ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ماننا ہی اسلام اور دیگر مذاہب کے درمیان بنیادی امتیاز ہے' عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے امت مسلمہ ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہے

انہوں نے کہا کہ بنگلہ دیش میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لئے پرامن جدوجہد جاری ہے اور ان کی مطبوعات پر پابندی عائد کی جاچکی ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد اسماعیل رشیدی نے کہا کہ اسلام دنیا کا سب سے جدید اور ترقی یافتہ مذہب ہے اور دقیانوسیت سے اس کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔ دنیا سے دہشت گردی کی سیاست کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی احکامات کو ان کی اصل روح کے مطابق نافذ کیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ قادیانی تعلیمات بنیادی اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں۔ یورپی مسلمان اسلامی غیرت کے مظاہرے میں کسی سے پیچھے نہیں لیکن ہم اسلام کی امن پسندانہ تعلیمات کی روشنی میں انسداد قادیانیت کے خواہاں ہیں۔

انہوں نے کہا کہ یورپی ممالک ٹھوس بنیادوں پر قانون سازی کریں تاکہ آزادی اظہار رائے کے نام پر مستقبل میں توہین آمیز مواد کی اشاعت اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والے واقعات کا قبل از وقوع سد باب ہوسکے۔

حافظ محمد نگین نے کہا کہ برطانوی مسلمان ملکی آئین وقانون کے دائرے میں رہتے ہوئے امتناع قادیانیت کے حوالے سے ہر ممکن جدوجہد جاری رکھیں گے۔ ختم نبوت سینٹر لندن اس سلسلہ میں برطانیہ میں بسنے والے مسلم عوام کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہے گا۔

حضرت مولانا منور حسین سورتی نے کہا کہ اسلام اور عقیدۂ ختم نبوت لازم وملزوم ہیں۔عقیدۂ ختم نبوت کے بعد ہی اسلام کو قیامت تک کے لئے آخری اور مکمل دین قرار دیا گیا۔

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی صدق وشرافت کے کسی معیار پر پورا نہیں اُترتا۔اس نے جتنے دعوے کئے اُن سب میں وہ جھوٹا ثابت ہوا۔مسلمانوں' عیسائیوں اور ہندوؤں کے ساتھ ہونے والے مناظروں اور مباہلوں میں اسے شکست فاش ہوئی۔

انہوں نے کہا کہ محمدی بیگم سے نکاح کی اس کی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی جس نے ثابت کردیا کہ وہ نبی نہیں بلکہ نبوت کے نام پر ڈھونگ رچا رہا ہے۔

جامعہ اشرفیہ سکھر کے مہتمم قاری خلیل احمد بندھانی نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے شروع ہی سے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ وسربلندی کو اپنا مشن بنا کر پُرامن جدوجہد کی ہے جس کی وجہ سے آج اس کا شمار پُرامن اور سنجیدہ دینی جماعتوں میں ہوتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں توہین رسالت کے قانون اور دیگر اسلامی قوانین کے تحفظ کے لئے تمام دینی جماعتیں مشترکہ جدوجہد کریں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مفتی محمود الحسن نے کہا کہ اسلام دشمن قوتوں نے قادیانیوں کو آزاد چھوڑا ہوا ہے جبکہ مسلمانوں کو باندھ رکھا ہے۔عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا کام فتویٰ دینا نہیں اور نہ ہی یہ کوئی مروجہ جہادی تنظیم ہے بلکہ یہ ایک خالص مذہبی تنظیم ہے جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اہم کردار ادا کررہی ہے۔یہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جو آئین اور قانون کی پاسداری کرتے ہوئے پرامن انداز سے تحفظ ختم نبوت کے مشن کی انجام دہی میں مصروف ہے۔

ایم سی کے سیکریٹری جنرل ڈاکٹر عبدالباری نے کہا کہ انسانیت کے فروغ کے لئے اسلامی تعلیمات پر عمل ناگزیر ہے۔مسلمانوں کے ساتھ مساوات کا رویہ اپنانا وقت کی ناگزیر ضرورت ہے۔

مولانا مفتی سہیل احمد نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت قرآن مجید کی ایک سو سے زائد آیات اور دو سو سے زائد احادیث سے ثابت ہوتا ہے اس لئے اس کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے۔

حافظ محمد اکرام راجپوت نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت نے امت مسلمہ کے اتحاد کو برقرار رکھنے کے لئے اہم ستون کا کردار ادا کیا ہے۔

حضرت مولانا محمد بلال پٹیل نے کہا کہ قادیانیوں کا اصل مسئلہ لاعلمی ہے۔قادیانی مذہبی پیشواؤں نے اپنے عوام کو حقیقت سے بے خبر رکھ کر اسلام سے دور کیا ہوا ہے۔

مولانا محمد ابراہیم نے کہا کہ اسلام اور قادیانیت کو مکس کرنے کی کوششوں کا سدباب وقت کا اہم تقاضا ہے۔

مولانا عزیزالحق نے کہا کہ تمام یورپی ممالک میں قادیانی دانشوروں کی ایک بڑی تعداد قادیانیت سے تائب ہورہی ہے اور اسلام قبول کرنے اور اس کی حقیقی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے اسلامک سینٹرز کا رخ کررہی ہے۔

طٰہٰ قریشی نے کہا کہ برطانوی مسلمان اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر قسم کی دہشت گردی کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دینے کی روش سے اجتناب برتتے ہوئے برطانوی مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے سے گریز کیا جائے۔

کانفرنس کی صدارت بھی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے فرمائی جبکہ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے قائد' متحدہ مجلس عمل کے سیکریٹری جنرل اور قومی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ مہمان خصوصی تھے۔

اس موقع پر مولانا ممتاز احمد' مفتی محمد سلیم' مولانا عزیزالرحمٰن کراؤلے' مولانا عبدالرزاق' مولانا نورالاسلام ڈنڈی' مولانا صاحبزادہ رشید احمد' جامعہ امام محمدؒ کے مہتمم مولانا قاری فیض اللہ چترالی' مولانا اسلام علی شاہ' مولانا محمد عمران جہانگیری' مولانا حبیب الرحمٰن گلاسگو اور دیگر علمائے کرام نے بھی خطاب کیا۔کانفرنس میں متعدد قراردادیں منظور ہوئیں جن میں لبنان میں مسلمانوں کے قتل عام کی مذمت' مغربی ممالک سے قادیانیوں کی سرپرستی ترک کرنے' اسلامی ممالک میں مذہبی قوانین کو تحفظ دینے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تمام مسلم ممالک کی جانب سے مشترکہ جدوجہد کرنے کے مطالبات شامل تھے۔

قبل ازیں حافظ محمد حنیف شاہد سہارن پوری اور سید سلمان گیلانی نے تلاوت کی اور نعت پڑھی۔

کانفرنس میں جرمنی' بیلجیم' ناروے' ڈنمارک' پاکستان' بھارت' بنگلہ دیش اور دیگر ممالک سے آئے ہوئے مندوبین نے بھی شرکت کی۔

☆☆..................☆☆

اسلام پر تنگ نظری کا الزام؟

مولانا عبدالرحمٰن نگرامی ندوی

کہا جاتا ہے کہ مذہب اسلام نے جنس لطیف کی تکمیل کے متعلق کوئی خاص قانون مرتب نہیں کیا اور نہ ان کو دنیا میں نعم الٰہیہ سے مستفید ہونے کا کافی موقع دیا' کیا یہ واقعہ ہے؟ ہرگز نہیں' بے شک ایک مسلمان عورت اہل روما کے عقائد کے مطابق گھر کا اثاثہ نہیں کہ شوہر کو اس کے بیع وشراء اور ابقا وافنا کا حق حاصل ہو اور نہ وہ یونانیوں کے قانون مذہب کے لحاظ سے ایک زبردست شیطان ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس کی تحقیر وتذلیل میں کوشش کی جائے' بلکہ وہ نظام عالم کے قائم رکھنے میں مردوں کے بحصہ مساوی سہیم وشریک ہے' اس کے ذمہ نسل جدید کی تہذیب وتربیت' اخلاق کی درستی واصلاح' مذہبی پابند واستواری کا اہم فریضہ ہے' چنانچہ آگے چل کر ہم اس کے متعلق صاف تصریحات پیش کریں گے۔

بہت سے نادان اپنی تنگ نظری کے سبب عورتوں کی اس پستی وتنزلی کو اسلامی تعلیمات کا نتیجہ سمجھتے ہیں' کیا یہ حقیقت ہے؟ اور واقعی اسلام کا دامن اس سے آلودہ ہے؟ حاشا وکلا ان اللّٰہ بری من ذلک و رسولہ۔

اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں رسم و رواج کی بندش نے کچھ اس قسم کی صورت اختیار کر لی ہے اور ان پر سختی کے ساتھ پابندیوں کا کچھ ایسا روغن مل گیا ہے کہ سطحی نظر میں ان کے مذہبی احکام ہونے کا دھوکا ہوتا ہے' حالانکہ صورت واقعہ اس کے بالکل خلاف ہوتی ہے' عورتوں کے اس دور تنزل کی عمر زیادہ سے زیادہ دو صدی تجویز کی جاسکتی ہے' ورنہ اگر صرف ہندوستان کی تاریخ پر غور کیا جائے تو سینکڑوں خواتین شجاعت وشہامت' علوم وفنون سپہ گری وبہادری کے زیور سے آراستہ ملیں گی۔

عرصہ ہوا کہ مصر کے مشہور رسالہ ''المنار'' میں ''المرأة فی الاسلام '' کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا گیا تھا' جس میں حقوق نسواں کی مجمل تاریخ درج تھی' اس کے دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ عہد قدیم میں یورپ وایشیا کے تقریباً ہر حصہ اور قوم میں عورت ایک ذلیل اور پست درجہ مخلوق سمجھی جاتی تھی' عرب کے بعض قبائل میں دختر کشی کی جو رسم ادا کی جاتی تھی' وہ اسی خیال پر مبنی تھی کہ لڑکی کا ہونا ان کیلئے ہم چشموں میں ننگ وعار کا باعث تھا' بہر حال اس وقت ارض الٰہی کا کوئی ٹکڑا ایسا نہ تھا' جس میں اس نازک مخلوق کے حقوق بے دردی کے ساتھ پامال نہ کئے گئے ہوں' اسلام کے آب حیات نے اس تن مردہ میں جو روح پھونکی' اس کا اندازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کیا جاسکتا ہے:

''ظہور اسلام سے قبل ہمارے دلوں میں عورتوں کی کوئی وقعت نہ تھی' لیکن اسلام نے آکر ہمیں اس غفلت سے بیدار کیا' خدائے جل وعلا نے اپنے کلام میں اس کا تذکرہ کیا' تب ہم نے سمجھا کہ ان کے بھی ہمارے ذمہ کچھ حقوق ہیں۔''

یہ جملہ' حقیقت میں ان خیالات کا آئینہ دار ہے' جو اسلام سے قبل عرب ممالک میں عورتوں کے متعلق موجود تھے' اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کے حقوق میں ایک معتد بہ اضافہ کیا' بلکہ ان کے حقوق کا ایک نیا باب کھول دیا' ہم نے اوپر بتایا ہے کہ شریعت نے تکمیل معاشرت میں عورت ومرد دونوں کو مساوی حقوق دیئے ہیں اور خاندان و اولاد کے صلاح وفساد کا دونوں کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے' ہمارے اس دعوے کی دلیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے ملتی ہے:

''مرد اپنے اہل کا راعی بنایا گیا ہے اور اس سے ان کے جواب طلب ہوگا اور عورت خاوند کے گھر کی سنبھالنے والی ہے اور اس سے اس کے متعلق باز پرس ہوگی۔''

ان ہی کی دوسری روایت میں ایک اور لفظ کا اضافہ ہے:

''المرأة راعية على بيت زوجها وولده''

ترجمہ: ''عورت خاوند کے گھر اور اولاد کی ذمہ دار ہے۔''

روحی فداہ ﷺ افصح العرب والعجم تھے اور آپ ﷺ کی اصلی شان یہ تھی کہ ''اوتیت .. رامع

الکلم ''آج ہمارے یہاں عورتوں کے متعلق کس قدر مباحثہ درپیش ہے اوروں کو چھوڑ دو ایک تعلیم کے مسئلہ میں کس قدر شدید اختلاف ہیں، لیکن اس ایک مختصر لفظ نے ان تمام قضیوں کا فیصلہ کردیا، جب عورتیں امور خانہ داری سے نابلد رہیں گی تو وہ شوہر کے گھر بار کی نگہداشت کیونکر کرسکتی ہیں؟ جب تک عورتیں تعلیم یافتہ نہ ہوں گی، دیگر فنون سے فی الجملہ اور اصول حفظان صحت سے کافی واقفیت نہ رکھیں گی، تو اپنی اولاد کی حفاظت اور تربیت واصلاح کا کام کیا خاک انجام دیں گی؟ اگر ایسا ہے تو وہ لوگ جو عورتوں کی تعلیم کے مخالف ہیں، اس فرمان کے بعد کیا پیغمبر خدا ﷺ کی بازپرس کے لئے تیار ہیں؟ راعیہ کے لفظ سے جو اہمیت پیدا ہوئی ہے، وہ ظاہر ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جو فن اسرار شریعت کے ایک زبردست امام ہیں، اسرار نکاح میں اسی مساوات حقوق کا تذکرہ فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں:

''انسان کے فطری اور ضروری حوائج دو طرح کے ہیں، بعض ایسے ہیں کہ جن کی تکمیل وہ خود کرسکتا ہے اور بعض ایسے کہ جن کے انصرام میں عورت کی حاجت ہوتی ہے (علی ہذا القیاس عورت کا بھی یہی حال ہے) اسی لئے شریعت نے نکاح کو ضروری قرار دیا ہے۔'' (حجۃ البالغہ:۴۰)

دوسرے الفاظ میں گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت انسانیت کو مکمل کرنے والی مخلوق ہے اور یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

''جب کسی شخص نے نکاح کرلیا تو گویا اس نے اپنا دین مکمل کرلیا۔'' (مشکوٰۃ)

کیونکہ اعمال انسانی کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ اعمال وافعال ہیں، جن کا تعلق آخرت سے ہے اور دوسرے وہ جن کا تعلق معاشرت دنیاوی سے ہے، انعقاد رسم نکاح کے بعد گویا امور معاشرت کی ایک گونہ تکمیل ہوجاتی ہے۔

قرآن مجید کی بعض آیات اس حیثیت کو اور بھی صاف اور واضح کرتی ہیں، مثلاً ارشاد ہے:

''وہ عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔'' (البقرہ:۱۸۷)

لباس انسان کے لئے ایک ضروری چیز ہے، عموماً لوگ دوسری چیزوں کی بہ نسبت اس کی تزئین و آرائش کا زیادہ خیال رکھتے ہیں، اسی لئے قرآن مجید نے مرد اور عورت کی حیثیات کو واضح کرتے ہوئے لباس کا لفظ استعمال کیا ہے کہ تم میں کا ہر ایک دوسرے کے لئے لباس ہے، اس لئے مرد اور عورت کے ساتھ عورتوں کی حیثیت کو اس سے بھی زیادہ بہتر دکھلایا ہے:

''تمہاری عورتیں کھیتوں کی طرح ہیں، جس طرح چاہو ان کے پاس آؤ۔'' (البقرہ:۲۲۳)

گویا آیت مفسرین کے قول کے مطابق ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے، لیکن تفسیر کا عام اصول یہ ہے، خصوصاً واقعہ کے سبب سے لفظ کے عام استنباط باطل نہیں کئے جاسکتے۔ اس آیت میں عورتوں کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے، جو ایک نہایت عزیز اور سودمند چیز ہے کہ کوئی کاشت کار کبھی اپنی زراعت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا، اسی طرح مردوں سے خطاب کیا گیا ہے کہ تم کو اپنی عورتوں کے ساتھ وہی سلوک روا رکھنا چاہئے جو کاشت کار کو اپنی زراعت کے ساتھ روا رکھتا ہے، یہ قرآن مجید کا مخصوص طرز ادا ہے، کیا اس سے بھی بڑھ کر حسن معاشرت کی کوئی تعلیم دی جاسکتی ہے، ان دونوں کا مفہوم تقریباً ایک ہی ہے، لیکن الفاظ مختلف ہیں، اس میں بھی ایک خاص نکتہ ہے، لیکن اس کے بیان کرنے سے پہلے ایک اور مقدمہ ذہن نشین کرلینا چاہئے۔

قرآن مجید میں عموماً احکام کا مخاطب اہل عرب کو بنایا گیا ہے اور زیادہ تر انہیں کی اصلاح کو مقدم رکھا گیا ہے تاکہ پہلے ایک قوم کو راہ پر لایا جائے اور پھر اس کے ذریعہ سے دوسری قوموں کی اصلاح کی جائے، اس لئے عرب قوم کا انتخاب کیا گیا کیونکہ ان کا ملک جغرافیائی حیثیت سے کرہ ارض میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے، اسی لئے اور احکام کی طرح عورتوں کے حقوق کی طرف بھی پہلے انہیں کو دعوت اصلاح دی گئی۔ عرب میں دو قسم کے لوگ آباد تھے، ایک وہ جن کا کوئی ایک مقام متعین نہ تھا، مختلف مقامات پر رہتے، کھیتیاں کرتے، فصل کاٹتے اور دوسری طرف چلے جاتے، دوسرے وہ لوگ جو شہروں میں آباد تھے، ان کا عام پیشہ تجارت تھا، ظاہر ہے کہ پہلے گروہ کے لئے کھیتی باڑی سے زیادہ دوسری کوئی چیز عزیز نہیں، دوسرے گروہ کے لئے ظاہری آرائش وزیبائش مقدم چیز ہے جس کا جزو اعظم لباس ہے، قرآن مجید کے مخاطب یہی دو گروہ ہیں، انہیں دونوں گروہوں کو عورتوں کی زبردست حیثیات سمجھانے اور ان کے دلوں میں صنف نازک کی وقعت پیدا کرنے کے لئے دو مختلف مثالوں سے کام لیا گیا ہے اور لباس وحرث کے جداگانہ الفاظ استعمال کئے گئے، پہلے سے اہل حضر اور دوسرے سے بادیہ نشینوں کی تفہیم مقصود ہے، اس دعویٰ کے اثبات کے بعد اب ہم چند چیزوں کی تفصیل کرنا چاہتے ہیں، جن کے متعلق گزشتہ صفحات میں ہم ضمناً اشارہ کرآئے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے قول سے آپ نے اندازہ کرلیا ہوگا کہ اہل عرب عورتوں کی کچھ قدر و منزلت نہیں کرتے تھے اور ان کے نزدیک عورتوں کی زیادہ سے زیادہ وہی وقعت ہوسکتی تھی جو ایک انسان اپنے مملوکات و مقبوضات کی کرسکتا ہے اور ان کی ذات کے متعلق شوہروں کو وہی حقوق ملتے تھی جو دیگر اسباب معیشت پر حاصل ہوتے تھے' لیکن شارع نے ہر جگہ عورتوں کے ساتھ حسن معاشرت' سلوک نیک اور خوش معاملگی کی تعلیم دیتے ہوتے یہ بھی واضح کردیا ہے کہ عورتوں پر تم کو وہی حقوق حاصل ہیں' جو شریعت نے دیئے ہیں' چنانچہ ابن ماجہ کی روایت ہے:

''تم کو عورتوں پر سوائے مخصوص حقوق کے اور کوئی دسترس نہیں حاصل ہے' لیکن ہاں جب کوئی گناہ کریں۔''

جو لوگ حریت نسواں کے حامی ہیں اور اس کے صحیح مفہوم سے واقف ہیں' وہ غور کریں جنس لطیف کی آزادی کی حدود اس سے زیادہ اور کیا وسیع ہوسکتی ہیں؟ بے شک حدود الٰہیہ اور اپنے اپنے فرائض سے اعراض کرنے کی صورت میں کون سا حیاء پرور اور صحیح الدماغ انسان ہے جو اسلام کی اس تعلیم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کردے' البتہ یورپ کے اندھے مقلد اس کے لئے تیار ہوں گے کہ عورتوں کو اس درجہ آزادی دی جائے کہ وہ فواحش و کبائر میں مبتلا رہیں اور شوہروں کو ان سے باز پرس کا حق نہ حاصل ہو' لیکن ایسا کرنا انسانی حیا و شرم کا خون کرنا ہے' بعض مواقع پر حضور اکرم ﷺ نے عورت کو دنیا کی سب سے زیادہ گراں مایہ پونجی' سب سے زیادہ عزیز متاع سے تعبیر فرمایا ہے' ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت ہے:

''دنیا ایک دکان متاع ہے' جن میں سب سے بہتر پونجی صالح عورت ہے۔''

اس فضیلت کا راز وہی ہے جو ہم اوپر ظاہر کرچکے ہیں کہ عورت سلسلہ تکمیل انسانیت کی ایک زبردست کڑی ہے' بخاری شریف کی ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ:

''المراۃ کالضلع''

ترجمہ: ''عورت پسلی کی طرح ہے۔''

اس ارشاد کی پوری تصویر تھوڑی سی طبی تشریح کے بعد ذہن میں آسکتی ہے' نوع انسان کے مختلف افراد ہیں' ان افراد کا مجموعہ گویا ایک ڈھانچہ ہے' جس میں عورت کو پسلی سے تشبیہ دی گئی ہے' اب دیکھو کہ ماہرین طب' مجسمہ انسانی میں ضلع (پسلی) کے فوائد بتلاتے ہیں' اس سے تمہیں معلوم ہوگا کہ وہی حیثیت افراد نوع انسانی میں عورت کو حاصل ہے' علم افعال الاعضاء (فیزیولوجی) کے لحاظ سے پسلی کا کام پھیپھڑے اور قلب کی حفاظت کرنا ہے' انسان کی قدرتی مشین انہیں دو پرزوں کے ذریعہ چلتی ہے' پھیپھڑے کے ذریعہ سانس لی جاتی ہے' اسی پر زندگی کی آئندہ رفتار کا دارومدار ہے اور قلب کا کام قوام بدن کی نگہداشت کرنا ہے' لیکن ان دونوں کی حفاظت ''ضلع'' سے متعلق ہے۔

بعینہ یہی حال عورت کا بھی ہے' اولاً یہ کہ اس سے آئندہ نسل کے چلنے کی امید ہے' شوہر کی تمام ضروریات کی فراہمی و نگہداشت اس کے ذمہ ہے' ان دونوں کا کام عورت کے بغیر درست نہیں ہوسکتا' فطرت کی طرف سے پسلی کی جو ساخت ہے' اگر تم اس میں کوئی تغیر کرنا چاہو تو کرسکتے ہو' مگر اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ کہ اس کل کے تمام پرزے ایک لمحہ میں تتر بتر ہوجائیں گے' اسی طرح قانون قدرت کا جو تقاضا ہے' اس میں کمی بیشی' افراط و تفریط ہرگز نہ کرنا چاہئے' ورنہ اس کا وہی حشر ہوگا کہ خاندان کا خاندان برباد ہوجائے گا۔

دنیا میں آج بہت سی اقوام مال و دولت کی تلاش میں حیران و سرگرداں ہیں' مسلمانوں کو احکام مذہب کی رو سے ملکی' قومی' سیاسی' مذہبی ضرورت کے پورا کرنے کے بعد تفاخر و تکاثر کی نیت سے مال جمع کرنا ناروا ہے' ان کی اصل غرض و غایت اعلائے کلمۃ اللہ اور معارف الٰہیہ کی تشریح و توضیح ہے' اسی لئے جب مال جمع کرنے کی ممانعت کردی گئی (ملکی اور مذہبی ضروریات مستثنیٰ ہیں) تو حضرت ثوبانؓ نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا کہ پھر ہم کس چیز کے جمع کرنے کی کوشش کریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''قلب شاکر' لسان ذاکر اور زوجہ مومنہ کے حاصل کرنے کی کوشش کرو۔''

(ابن ماجہ)

پہلی دو چیزوں کے متعلق کوئی تفصیل نہیں بتائی گئی' زوجہ مومنہ کے ذکر کے بعد اس سبب کا بھی بیان کردیا گیا ہے کہ وہ تمہاری معین و مددگار ہوگی' یہ روایت تفصیل کے ساتھ ابن ماجہ میں مذکور ہے۔

جبکہ ترمذی کی ایک روایت میں آیا ہے:

''تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے' جو اپنی عورت سے اچھا سلوک کرتا ہے۔''

اور ان سے زیادہ جامع' قرآن مجید کا یہ فرمان ہے:

''عورتوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔'' (النساء:۹)

کیا ان کھلی ہوئی تحریرات کے بعد بھی انصافاً' اسلام میں صنف نازک کے متعلق تنگ نظری کا الزام قائم کیا جاسکتا ہے؟

☆☆..................☆☆

ہماری فردِ جرم

جانباز مرزا

ہم نے انسان کو پستی سے اٹھانا چاہا
چاند تاروں کی فضاؤں میں اڑانا چاہا

ہم نے آئینِ زمانہ سے بغاوت کی ہے
ہم نے اللہ کا قانون چلانا چاہا

کون منصورؒ کیا کس نے جفاؤں پہ گلہ
ہم نے یہ راز سرِ دار بتانا چاہا

ہم نے جمہور کا اندازِ تکلم لے کر
تختِ شاہی کو سرِ عام ہلانا چاہا

جس پہ شرمندہ رہے رونق ہنگامۂ حیات
گیت وہ موت کی مضراب سے گانا چاہا

وقت مخصوص ہے جس راہ پہ شمشیر بکف
سربکف ہم نے اسی راہ پہ جانا چاہا

خونِ دل، خونِ جگر، خونِ تمنا دے کر
ہم نے ہر داغ غلامی کا مٹانا چاہا

موت کی راہ میں تا عمر اذانیں دے کر
ہم نے مُردوں کو بہر طور جگانا چاہا

رب اکبر کی قسم، رب رحمت عالمؐ کی قسم
ہم نے دامانِ محمدؐ کو بچانا چاہا

ہم نے حق گوئی کا ہر مرحلہ طے کر کے یہاں
رسم یوسفؑ کو زمانے میں چلانا چاہا

جشنِ شاہی کے چراغوں سے گریزاں رہ کر
اپنا دل اپنے ہی داغوں سے سجانا چاہا

یہ جرائم ہیں کہ ہم جن کے سزاوار رہے
وقت بیزار تھا ہم وقت سے بیزار رہے

REGD. NO. SS-160

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

25 ویں سالانہ دو روزہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

عظیم الشان

21 22 ستمبر 2006 بروز جمعرات جمعۃ المبارک بمقام مسلم کالونی چناب نگر

کانفرنس کے چند عنوانات

- توحید باری تعالیٰ
- سیرت خاتم الانبیاء
- مسئلہ ختم نبوت
- حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام
- عظمت صحابہ و اہل بیت
- اتحاد امت
- قادیانیت اور اسلام
- قادیانیت کے عقائد وعزائم
- مرزائیوں کی اسلام دشمنی اوران کی دہشت گردی
- رد قادیانیت اور جہاد

جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے
اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا دینی فریضہ ہے

زیر سرپرستی

شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

سالانہ رد قادیانیت وعیسائیت کورس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں یکم شعبان تا ۲۵ شعبان منعقد ہوگا (انشاء اللہ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
مسلم کالونی چناب نگر
تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ
رابطہ
چناب نگر: 047-6212611
ملتان: 061-4514122